البیان

دفع الشبہات عن ایمان سیدنا ابی طالب علیہ السلام

بقلم:

سماحتہ آیتہ اللہ علامہ

سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہ السلام

نام کتاب: البیان

تالیف: سماحۃ آیۃ اللہ علامہ سید مظہر علی شیرازی دام ظلہ

تعداد: ۲۰۰۰

تاریخ: ۱۴۳۳ھ

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہم السلام پاکستان

برائے رابطہ

فون نمبر پاکستان 0308-4198055

فون نمبر ایران 0098-9196650627

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولہ الحمد یا صاحب الزمان ادرکنا

تمہید

اس رسالہ میں کلمہ میں اہل سنت کی معتبر کتب سے ولایت کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ اہل سنت کا اس بات پر اصرار ہے کہ آپ کلمہ میں علی ولی اللہ کا ثبوت پیش کریں۔ مذہب حقہ شیعہ اثناعشریہ کے دفاع کی خاطر اور مومنین اور خصوصاً نوجوان طبقہ کے قلوب کی تقویت کیلئے اس موضوع پر قلم اٹھانا ضروری سمجھا اور ضمناً اذان و اقامت اور نماز کے بارے میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کے حصہ دوئم میں مھم سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں۔ نیز تحقیقی رسالہ دفع الشبہات عن ایمان سیدنا ابی طالبؑ جو کہ پہلے مستقلاً طبع ہو چکا تھا کو بھی اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ خداوند متعال بحق محمد و آل محمد علیہم السلام سب کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خادم مذہب

الاحقر سید مظہر علی شیرازی عفی عنہ و عن والدیہ

حوزہ علمیہ قم المقدسۃ

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ ق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولہ الحمد

ولایت علی علیہ السلام پر قرآن کی نص:

خداوند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۱

ترجمہ: بتحقیق تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو قائم کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ کو حالانکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں۔

اس آیت میں تین ولیوں کا ذکر آیا ہے۔ خدا، رسول اور وہ جس نے رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دی ہے۔

اہل سنت کی معتبر کتب میں تصریح موجود ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ نے سائل کو رکوع کی حالت میں انگوٹھی عطاء فرمائی۔ ۲

....

۱۔ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۵۵

۲۔ ملاحظہ ہو اہل سنت کی معتبر کتاب (۱) تفسیر کبیر رازی جزء ۱۲ ص ۲۶ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت (۲) تفسیر طبری ج ۶ ص ۱۶۵ طبع مصر

۳۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۳ ص ۱۰۵ طبع دار الفکر بیروت

۴۔ تفسیر فتح القدیر شوکانی

۵۔ تفسیر ابن کثیر حافظ دمشقی ج ۲ ص ۸۴ طبع دار المعرفۃ بیروت

۶۔ تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۷۲ طبع دار الکتب العلمیۃ

۷۔ تفسیر خازن (شیخ علاؤ الدین خطیب بغدادی) ج ۱ ص ۴۶۸ طبع دار الفکر

۸۔ تفسیر کشاف زمخشری ج ۱ ص ۳۴۷ طبع دار المعرفۃ بیروت

۹۔ تفسیر المنار (رشید رضا مصری) ج ۶ ص ۴۴۲ طبع دار المعرفۃ بیروت

۱۰۔ تفسیر روح المعانی آلوسی ج ۶ ص ۱۶۷ طبع دار الاحیاء التراث العربی

۱۱۔ تفسیر مظہری ج ۳ ص ۱۳۲ (مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۱۲۔ تفسیر بحر المحیط (ابو عبداللہ محمد اندلسی) ج ۳ ص ۵۱۳ دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۳۔ تفسیر نسفی برحاشیہ تفسیر خازن ج ۱ ص ۴۶۸ طبع دار الفکر

۱۴۔ الجامع لاحکام القرآن (قرطبی) ج ۶ ص ۲۲۱

۱۵۔ تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری برحاشیہ تفسیر طبری ج ۴ جزء ص ۱۶۷۔۱۶۸

۱۶۔ شواھد التنزیل حسکانی ج ۱ ص ۳۳۳

۱۷۔ تفسیر المنیر فی العقیدہ والشریعۃ والمنھج (دکتر وھبۃ الزحیصی) جزء ۶ ص ۲۳۲ طبع دار الفکر

۱۸۔ تفسیر ابی سعود جزء ثالث ص ۵۲ طبع دار الاحیاء التراث العربی

۱۹۔ ذخائر العقبیٰ ص ۸۸ طبع قاھرہ

۲۰۔ تذکرۃ الخواص ص ۳۹ باب ثانی

۲۱۔ نور الابصار شبلنجی ص ۱۵۸

۲۲۔ کفایۃ الطالب ص ۲۲۹

۲۳۔ ینابیع المودۃ ص ۲۵۱۔۲۵۸ طبع بیروت

۲۴۔ مناقب مرتضوی ص ۷ طبع ھند (کمافی الاحقاق)

۲۵۔ شرح تجرید قوشجی

۲۶۔ فصول المھمہ (ابن صباغ مالکی) ص ۱۲۴

۲۷۔ الریاض النضرۃ (مناقب علی بن ابی طالبؑ)

۲۸۔ تاریخ دمشق لابن العساکر ج ۲ ص ۳۵۷ طبع دار الفکر

۲۹۔ جامع الاصول (ابن الاثیر) ج ۹ ص ۴۷۸

۳۰۔ کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۱

۳۱۔ فرائد السمطین ج ۱ ص ۱۸۶، ۱۸۷۔۱۸۸ باب ۳۹، ص ۲۷۷ باب ۵۸

۳۲۔ اسباب النزول (واحدی) ص ۱۴۸

۳۳۔ مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویہ ص ۲۳۳ تا ۲۳۸ (جمعہ حرز الدین)

۳۴۔ مناقب علی بن ابی طالب علیہ السلام لابن المغازلی ص ۲۴۶ تا ۲۴۸

۳۵۔ احکام القرآن (جصاص) ج ۲ ص ۴۴۶ طبع دار الکتاب العربی بیروت

مخفی نہ رہے کہ اہل سنت کے بعض علماء نے اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ اور بعض نے اختصار کے ساتھ اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے نماز ظہر رسول خداؐ کے ساتھ پڑھی، پس ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا اور اسے کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا خدایا تو گواہ رہے میں نے مسجد رسولؐ میں سوال کیا ہے مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا اور حضرت علی علیہ السّلام اس وقت رکوع میں تھے پس آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کیا اور اس میں انگوٹھی تھی پس سائل آیا اور انگوٹھی (اتار) کر لے گیا۔ پس حضورؐ نے دیکھا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ ''اے خدایا میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ خدایا میرے سینہ کو کھول دے، میرے امر کو آسان کر اور میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے اور اس سے میری کمر کو مضبوط کر اور میرے کار تبلیغ میں اسے شریک کر، پس تو نے ان کی قبولیت کی گواہی قرآن میں دی کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کریں گے۔ خدایا میں محمدؐ تیرا نبی ہوں میری یہ دعا ہے کہ میرے سینے کو کھول دے، میرے امر کو آسان کر اور میرے اہل سے علی علیہ السلام کو میرا

وزیر بنا دے اور اس کے ساتھ میری کمر مضبوط کر'' ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم رسول خداؐ کے یہ کلمہ دعا تمام نہیں ہوئے تھے کہ جبرائیل نازل ہوا اور عرض کی ''یا محمد انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ، کمانی غرائب القرآن وغیرہ'' آلوسی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے ''غالب الاخبار بین علی انھا نزلت فی علی کرم اللہ وجہہ'' غالب اخباریوں کے نزدیک یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (روح المعانی جزء ۶ ص ۱۶۷)

پس بنص قرآن اس آیت میں توحید، رسالت اور ولایت (علی ولی اللہ) کا ذکر موجود ہے۔ توحید کا اقرار لا الہ الا اللہ کے کہنے سے ادا ہوتا ہے، رسالت کا اقرار محمد رسول اللہ کہنے سے ادا ہوتا ہے اور ولایت کا اقرار علی ولی اللہ کے کہنے سے ادا ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ ہے اور اس کا تعلق عقیدہ سے ہے۔

مکہ میں رسول خداؐ نے لوگوں سے لا الہ الا اللہ کا اقرار لیا، مدینہ میں محمد رسول اللہ کا اقرار کروایا ہے اور مقام غدیر خم پر رسول خداؐ نے ولایت و وصایت (یعنی علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل) کا بھرے مجمع میں بحکم خدا اعلان عام کیا اور لوگوں سے اس امر پر بیعت لی گئی۔ آپؐ نے غدیر خم پر تین دن قیام فرمایا اور غدیر خم پر ولایت علی علیہ السلام کے اعلان پر اسلام کی تکمیل کی سند آیت اکمال کے نزول سے ہوئی۔ ۱۔۲

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ

نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً۔

''آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔''

....

۱۔ سورہ مبارکہ مائدہ آیت نمبر ۳

۲۔ تفسیر در منثور ج ۲ ص ۲۵۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۵۵ طبع دار الفکر۔ شواہد التنزیل ج ۱ ص ۱۵۸ تذکرۃ الخواص ص ۵۷۔ ترجمہ الامام علی بن ابی طالب من تاریخ مدینہ دمشق ج ۲ ص ۷۵ مناقب علی بن ابی طالب لابن المغازلی ص ۳۶۔۳۷
المناقب خوارزمی ص ۱۳۵ فصل ۱۴، ح ۱۵۲، مناقب علی بن ابی طالب و ما نزل من القرآن فی علیؑ لابن مردویہ ص ۲۳۱۔۲۳۲، جمعہ حرز الدین۔ کتاب الولایۃ لابن عقدۃ الکوفی فرائد السمطین ج ۱ ص ۸۳۔۸۴ باب ۱۲ ص ۳۹۔۴۰

پس ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کو توحید، رسالت و ولایت و وصایت کا اقرار

کرنا ہوگا چنانچہ عتبہ بن عامر جہنی صحابی نے اس بات کی تصریح بیان کی ہے کہ ہم نے رسول خداؐ کی بیعت اس قول پر کی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کا نبی اور علی علیہ السلام ان کے وصی ہیں اور ان تین چیزوں میں سے جس ایک کا بھی انکار کریں گے تو ہم کافر ہوں گے۔ عتبہ بن عامر الجہنی قال بایعنا رسول اللہؐ علی قول ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمد انبیہ وعلیا وصیہ فای من الثلاثہ ترکناہ کفرنا ۱

....

۱۔ ینابیع المودۃ ص ۲۹۲ طبع بیروت

سب انبیاء نے خدا کی توحید، حضرت محمد مصطفیؐ کی نبوت و رسالت اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت "علی ولی اللہ" کا اقرار کیا ہے۔

ابو ہریرہ نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا جب مجھے معراج کی رات اوپر لے جایا گیا آسمان پر انبیاء میرے پاس جمع ہوئے خدا نے میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمدؐ ان انبیاء سے پوچھو کہ خدا نے تمہیں کس بات پر مبعوث فرمایا تو سب انبیاء نے کہا تین چیزوں توحید اور آپ کی نبوت اور حضرت علیؑ کی ولایت کے اقرار پر ہم سب مبعوث ہوئے۔ اہل سنت کے علامہ قندوزی حنفی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس روایت کو حافظ ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

عن ابی هريرة قال رسول اللهؐ لما اسرى بى فى ليلة المعراج فاجتمع على الانبياء فى السماء فأوحى الله تعالىٰ الى سلهم يا محمد بماذا بعثتم فقالوا: بعثنا على شهادة ان لا اله الا الله وحده و على الاقرار بنبوتك والولاية لعلى بن ابى طالب رواه الحافظ ابو نعيم۔ ۱

....

۱۔ ینابیع المودۃ ص ۲۸۰

مخفی نہ رہے کہ اس روایت کو عبداللہ بن مسعود سے مختصر اختصار کے ساتھ کئی ایک علماء اہل سنت نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے ۱

حضرت موسیٰ اولی العزم پیغمبر نے اپنے ہاتھ سے پتھر پر یوں کلمہ تحریر کیا تھا
''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ'' ۲

۱۔ کفایۃ الطالب ص ۷۵ باب ۵، ترجمہ الامام علی بن ابی طالب من تاریخ مدینۃ دمشق، المناقب خوارزمی ص ۳۱۲ فرائد السمطین ج ۱ ص ۹۱ باب ۱۵، شواھد التنزیل ج ۲ ص ۱۵۶ و کتب دیگر
۲۔ لسان المیزان (احمد بن حجر عسقلانی) ج ۵ ص ۷۴ ذکر محمد بن حماد طبع بیروت
تذکر: البتہ اہل سنت کے علماء نہ ماننے کی خاطر اس طرح کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں حالانکہ انبیاء کی بعثت، ولایت علی علیہ السلام کے اقرار سے ہوئی ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

کلمہ میں علی ولی اللہ کا مزید ثبوت:

ہر مسلمان جنت میں جانے کی آرزو رکھتا ہے اور اسی وجہ سے نماز و روزہ حج و عمرہ بجا لاتا ہے اور خمس زکوٰۃ، صدقات و خیرات کو دیتا ہے اور راہ خدا میں قربانیاں کرتا ہے۔ تاکہ جہنم سے محفوظ رہے کیونکہ جہنم مصیبتوں سختیوں اور دردوں اور شدید عذاب کی جگہ ہے اور اس کے مقابلے میں بہشت میں تمام آسائشیں، نعمتیں، طرح طرح کے کھانے، رنگارنگ لباس، حوض کوثر، سلسبیل، حور و غلمان، روحانیت ہی روحانیت، زیبائی کی انتہاء، روحانی اور جسمانی لذات کا مقام ہے، خلاصہ یہ کہ بہشت مظہر جمال خدا ہے۔ ہر شخص بہشت میں نہیں جائے گا وہی جائے گا جس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور اعمال بھی صحیح ہوں۔

بہشت کے دروازے پر کلمہ میں علی ولی اللہ لکھا ہے۔

حضرت جابر مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ'' ۱

پس معلوم ہوا کہ کلمہ میں علی ولی اللہ کا اقرار خدا کو بہت پسند ہے وگرنہ اس کو اپنی جنت کے دروازے پر نہ لکھتا۔

اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو علی ولی اللہ کلمہ میں پڑھنا پڑے گا کیونکہ قیامت کے دن ولایت علی علیہ السلام (علی ولی اللہ) کا سوال ہوگا۔ چنانچہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مَسْؤُلُوْنَ اور ان کو ٹھہراؤ کہ ابھی ان سے کچھ سوال کیا جائے گا۔ ۲

۱۔ ملاحظہ ہو اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص ۲۹۴ المودۃ السادستہ طبع بیروت

۲۔ سورہ مبارکہ صافات آیت ۲۴

ابو سعید خدری، اس آیت کی تفسیر کے بارے میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''ان لوگوں سے ولایت علی بن ابی طالب کے بارے میں سوال ہوگا۔'' ۱

یعنی ولایت علی علیہ السلام کے اقرار کے بارے میں سوال ہوگا جیسا کہ ایک دوسری روایت میں جو کہ ابن عباس سے بھی مروی ہے میں اس بات کی تصریح موجود ہے۔ ۲ عن أبي سعيد وابن عباس رضي الله عنهما قالا: قال رسول اللهؐ في قوله تعالىٰ (وقفوهم انهم مسؤلون) يسألون عن الاقرار بولاية عليٍ

پس معلوم ہوا کہ نجات کا دارومدار کلمہ میں توحید و رسالت کی گواہی کے ساتھ ولایت (علی ولی اللہ) کے اقرار میں ہے۔

۱۔ صواعق محرقہ ص ۱۴۷ شواھد التنزیل ج ۲ ص ۱۰۶۔۱۰۷۔۱۰۸ طبع بیروت
فرائد السمطین ج ۱ ص ۷۹، ینابیع المودۃ ص ۱۳۳۔۳۴۶، المناقب خوارزمی ص ۲۷۵ کفایۃ الطالب ص ۲۴۷ و کتب دیگر

۲۔ ینابیع المودۃ ص ۲۸۰

اگر کوئی شخص اس دنیا میں کسی مسلمان کو کہے کہ میں توحید کو مانتا ہوں جب تک وہ زبان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرے تو ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ یہ توحید کو مانتا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ میں رسالت کو مانتا ہوں جب تک وہ محمد رسول اللہ کا زبان سے اقرار نہ کرے ہمیں کیسے معلوم ہوگا اسی طرح جب تک زبان سے علی ولی اللہ کا اقرار نہ رکیا جائے لوگوں کو معلوم نہیں ہوگا۔ جب زبان سے اقرار کرے گا تو معلوم ہوگا۔ پس دل میں ماننے کے ساتھ زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔

قیامت کے دن سورج زمین کے بہت قریب ہوگا اور وہ بڑا سخت دن ہے۔

سورج کی دھوپ کی وجہ سے انسان کو اتنا پسینہ آئے گا کہ اس کے پسینے سے ستر ستر اونٹ سیراب ہوسکیں گے۔ اس دن کوئی سایہ نہ ہوگا مگر لواء الحمد کے۔ کہ وہ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ کا جھنڈا ہوگا جس کا طول ایک ہزار دن کی راہ تک ہوگا۔

اس کے تین پھریرے ہوں گے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک درمیان میں ہوگا۔ اس پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔ پہلی سطر بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم اور دوسری سطر پر لکھا ہوگا الحمد للہ رب العالمین اور تیسری سطر پر لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ، یعنی علی ولی اللہ والا کلمہ لکھا ہوگا۔

ہر سطر کی لمبائی ایک ہزار دن کی راہ تک ہوگئی۔۔ قیامت کے دن یہ جھنڈا حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگا۔ ۱

اس جھنڈے کے نیچے حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ ہوں گے۔ اگر قیامت کے دن سایہ کے نیچے آنا چاہتا ہے تو اسی کلمہ کو دنیا میں پڑھنا پڑے گا جو کلمہ لواء الحمد پر لکھا ہوا ہے۔

۱۔ ینابیع المودۃ ص ۲۹۶ المودۃ السادسہ طبع بیروت

اہل سنت یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ کیا کسی امام معصوم نے کلمہ میں علی ولی اللہ پڑھا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں امام معصوم نے کلمہ میں علی ولی اللہ پڑھا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ فاطر آیت نمبر ۱۰ من کان یرید العزۃ فللّٰہ العزۃ جمیعاً الیہ یصعد الکلم الطیب العمل الصالح یرفعہ الخ جو شخص بھی عزت کا طلبگار ہے وہ سمجھ لے کہ عزت سب پروردگار کیلیئے ہے پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انہیں بلند کرتا ہے کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ الکلم الطیب قول المومن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وخلیفۃ رسول اللہ۔ الکلم الطیب سے مراد مومن کا قول ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ و خلیفۃ رسول اللہ ۱

۱۔ تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۰۸

اور امام رضا علیہ السلام الکلم الطیب کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سے مراد یہ قول ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وخلیفتہ حقاً وخلفاء ہ خلفاء اللہ ۱

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

فاذا قال احدکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فلیقل علی امیر المومنین

جب تم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے پس اس کے ساتھ علی امیر المومنین بھی ضرور کہے ۲

امام حسن مجتبیٰ نے آخری وقت کلمہ شہادت یوں پڑھا۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ وان الخلیفۃ من بعدہ بلا فصل علی بن ابی طالب ۳

۱۔ تفسیر برہان جلد نمبر ۳ ص ۳۵۸

۲۔ احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۲۳۰۔۲۳۱ بحار الانوار ج ۲۷ ص ۱

۳۔ معالی السبطین فی احوال الحسن والحسین ص ۴۹

خود انصاف سے بتا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ علی ولی اللہ پڑھنا چاہئے یا کہ نہیں؟

جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بعد علی ولی اللہ پڑھے اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں خواہ بارش کے قطروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

روی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اللّٰه قال من قال لا الـه الااللّٰه تفَتَّحَتُ له ابوابُ السماء ومن تلاها بمحمد رسول اللّٰه تهلّل وجه الحق سبحانه واستبشر بذلك ومن تلاها بعلی ولی اللّٰه غفر اللّٰه ذُنوبه ولوكانت بعددقطر المطر ١

مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ کہے آسمان کے دروازے اس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں اس کے بعد جو شخص محمد رسول اللہ کہے حق تعالیٰ کا وجہ روشن ہو جاتا ہے (وجہ حق محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں) اور روہ اس سے شاد ومسرور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جو شخص علی ولی اللہ کہے خداوند متعال اس کے سب گناہ بخش دیتا ہے اگر چہ وہ بارش کے قطروں کی تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں۔

١۔ کتاب فضائل ابن شاذان ص ٩٣ بحار الانوار ج ٣٨، ص ٣١٨ ج ٢٧۔ القطرہ، صراط مستقیم ص ١٣٥

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''خدایا! ہمیں ان لوگوں کے زمرے میں محشور فرما جو کہتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ١

نوٹ: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص قبرستان میں یہ دعا پڑھے:

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم السلام على اهل لا اله اِلا اللّٰه من أهل لا اله الا اللّٰه يا أهل لا اله الا اللّٰه بحق لا اله الا اللّٰه كيف وجد تم قول لا اله الا اللّٰه من لا اله الا اللّٰه يا لا اله الا اللّٰه بحق لا اله الا اللّٰه اغفر لمن قال لا اله الا اللّٰه وَاحشرنا فی زمرة من قال لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه علّی ولّی اللّٰه ١

١۔ جامع احادیث الشیعہ ج ٣ ص ١٧ ٧، مفاتیح الجنان ص ١٠٤٤

حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں نے رسول خداؐ سے سنا جو شخص یہ دعا پڑھے
حق تعالیٰ اسے اور اس کے والدین کو پچاس سال کی عبادت کا ثواب عطاء فرماتا
ہے اور پچاس سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے ۱

پس معلوم ہوا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ سے پچاس سال کی
نیکیاں مل جاتی ہیں اور پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

۱۔حوالہ بالا

رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیلؑ آیا اور وہ اپنے دونوں پروں کو
پھیلائے ہوئے تھا اس کے ان دو پروں میں سے ایک پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد
النبی اور دوسرے پَر پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ علی الوصی قال رسول اللہؐ اتانی جبرائیل و
قد نشر جناحیہ فاذا فیھما مکتوب علی احدھما لا الہ الا اللہ محمد النبی، وعلی الآخر، لا الہ الا اللہ
علی الوصی ۱

علی ولی اللہ کے بعد وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل کا ثبوت بھی منابع
عامہ اور خاصہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ ایک طولانی حدیث کے ذیل میں حضورؐ
فرماتے ہیں اس امت کا نبی میں محمدؐ ہوں اور میرے بعد میری امت میں میرا وصی
علیؑ ہے ۲

امام حسن مجتبیٰؑ نے اپنے آخری وقت کلمہ شہادت ادا کرتے ہوئے خلافت
بلافصل علی علیہ السلام کی گواہی دی ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں اشارہ گزر چکا ہے
اور مقام میں اسی میں کفایت ہے۔

۱۔مقتل الحسینؑ خوارزمی ص ۷۰، المناقب خوارزمی ص ۱۴۸ رقم ۱۷۲
۲۔المناقب خوارزمی، ص ۱۴۶۔رقم ۱۷۱ فرائد السمطین ج ۱ ص ۲۴۶

نوٹ: مخفی نہ رہے کہ حضورؐ نے امیر المومنین علیؑ کی خلافت بلا فصل اور ان کی وصایت کا اعلان متعدد مقامات پر فرمایا ہے جیسے دعوت ذو العشیرہ، غدیر خم وغیرہ۔

من اراد التفصیل فراجع الی المطولات ہے۔

آیت: **سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى** کی تفسیر میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں خداوند متعال کے زمینوں اور آسمانوں کو خلق کرنے سے دو ہزار پہلے عرش کے پائے پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و ان محمد عبدہ ورسولہ فاشھد وا بھما وان علیا وصی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بے شک حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں ان دونوں شہادتوں کے ساتھ (یہ) شہادت (بھی) دو کہ حضرت علی علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔ کمافی تفسیر القمی ج ۲/ ۴۱۷

اذان میں حی علی خیر العمل کا ثبوت

پیغمبر اسلامؐ کے زمانہ میں اذان میں حی علی الخیر العمل پڑھا جاتا تھا ۱

ابن عمر اذان میں حی علی خیر العمل کہتا تھا

ان ابن عمر کان اذا قال فی الاذان حی علی الفلاح قال حی علی خیر العمل ثم یقول اللہ اکبر اللہ اکبر

ابن عمر (عبداللہ بن عمر) جب اذان میں حی علی الفلاح کہتا تو حی علی خیر العمل بھی کہتا تھا پھر اس کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ۲

امام علی بن الحسین زین العابدینؑ بھی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے۔

ان علی بن الحسین کان یقول فی اذانہ اذا قال حی علی الفلاح قال حی علی خیر العمل و یقول ھو الاذان الاول

۱۔ المصنف ابن أبی شیبہ ج ۱ ص ۱۹۵ طبع بیروت (باب) من کان یقول فی اذانہ حی علی خیر العمل

۲۔ المصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۲۶۰

بیھقی نے اپنی سند کے ساتھ امام صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے نقل کیا ہے کہ بتحقیق امام زین العابدینؑ اذان میں جب حی علی الفلاح کہتے تو اسکے بعد حی علی خیر العمل بھی کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ہے پہلی اذان (یعنی اصلی اذان) ۱

اذان میں حی علی خیر العمل کہنے سے عمر بن خطاب نے منع کیا تھا۔

تفتازانی، عمر پر ایرادات کے ذیل میں، اس کا قول لکھتا ہے کہ عمر نے کہا کہ حضورؐ کے زمانے میں تین چیزیں تھیں متعہ النساء، متعۃ الحج اور حی علی خیر العمل۔ میں ان تینوں سے منع کرتا ہوں اور ان کو حرام قرار دے رہا ہوں ۲

۱۔ سنن بیھقی ج ۱ ص ۴۲۵ طبع بیروت

۲۔ شرح مقاصد ج ۲ ص ۱۹۴۔ شرح تجدید قوشجی ص ۴۸۴ طبع قدیم

اذان میں شہادت ثالثہ یعنی اشھد ان علیا ولی اللہ کا ثبوت

ایک شخص، رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ، ابوذر اذان میں رسالت کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اشھد ان علیا ولی اللہ، آپؐ نے فرمایا اس کا عمل ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہئے کیا تم میرے غدیر والے فرمان من کنت مولاہ، فعلی مولاہ، کو بھول گئے ہو۔ جس جس کا میں مولی ہوں اس اس کا علیؑ بھی مولا ہے۔ جو شخص اس بیعت کو توڑ دے اس نے اپنا نقصان کیا (اپنی آخرت کو تباہ کیا ہے) ۱

۱۔ السلافۃ فی امر الخلافۃ (عبداللہ مراغی مصری) منقول از الھدایۃ فی کون الشھادۃ بالولایۃ فی الاذان ولاقامۃ جزء کسائر الجزاء ص ۴۵

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ سلمان اپنی اذان میں رسالت کی گواہی کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی دیتے ہیں۔ فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمعتم خیراً آپؐ نے فرمایا تم نے اچھی بات سنی ہے۔ ۱

مخفی نہ رہے کہ غدیر خم پر آنجنابؐ کے اعلان ولایت کے بعد آنحضرتؐ تقریباً ستر دن زندہ رہے۔ جب آپؐ کی رحلت ہوئی تو شیخین (ابوبکر وعمر) آپ کا جنازہ چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ جو کہ مدینہ سے باہر تین میل کے فاصلہ پر ایک ڈیرہ تھا پر چلے گئے اور وہاں پر خلافت کے بارے میں جھگڑا کیا۔ حضرت علی علیہ السلام حضورؐ کی تفسیل وتکفین میں مشغول تھے، سقیفہ بن ساعدہ میں ووٹوں کے ذریعہ ابوبکر کو خلیفہ بنالیا گیا۔ ثلاثہ کی حکومت میں بہت تبدیلیاں کی گئیں۔ آل محمد علیھم السلام کے فضائل کو چھپایا گیا۔

....

۱۔ حوالہ سابق

حضورؐ کے زمانہ میں اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل پڑھا جاتا تھا اس کو بھی حذف کر دیا جو لوگ حی علی خیر العمل کو برداشت نہ کر سکے وہ لوگ اشھد ان علیا ولی اللہ کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں ائمہ طاہرین علیھم السلام تقیہ میں رہے اس کے باوجود بعض روایات میں اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ پڑھنے کا ذکر وارد ہوا چنانچہ شیخ الطائفہ اپنی کتاب میں اعتراف کرتے ہیں کہ اذان میں دو مرتبہ اشھد ان علیا ولی اللہ شاذ روایات میں وارد ہوا ہے۔ ۱

مخفی نہ رہے کہ شاذ روایت مشھور کے مقابلے میں صحیح روایت کو کہتے ہیں۔ ان روایات پر عمل کیوں نہیں ہوسکا اس لئے کہ تقیہ کا زمانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ طوسی فرماتے ہیں کہ یہ روایات معمول بھا نہیں ہیں۔

....

۱۔ النھایۃ ص ۶۹ ومبسوط ج ا ص ۱۴۸

ہم جناب شیخ طوسی کی گواہی کو کہ شاذ روایات میں شہادت ولایت کا ذکر
آیا ہے کو لے لیں گے اور مقام میں ان کے فتویٰ کو ترک کردیں گے۔ کما لا یخفیٰ۔
مخفی نہ رہے کہ جن روایات میں شہادت ولایت کا ذکر نہیں ہے اور
مشہور نے ان پر عمل کیا ہے ان روایات میں تقیہ کا احتمال پایا جاتا ہے۔ عدم
جزئیت کے فتویٰ کا منشاء۔ شیخ صدوق کی عبارت ۱، اور شیخ طوسی کا فتویٰ ہے
(البتہ وہ بھی عدم قصد جزئیت کے ساتھ پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے) ان کے بعد
آنے والے فقہاء نے ان کی تبعیت کی ہے اور انہی کے فتویٰ کو اپنایا ہے اور اس
طرح یہ عدم جزئیت والا فتویٰ مشہور ہو گیا ہے اور مسئلہ میں حق یہ ہے کہ شہادت
ثالثہ اشھد ان علیا ولی اللہ اذان و اقامت کا جزو ہے جیسا کہ کئی ایک فقہاء نے
فتویٰ بھی دیا ہے۔

....

۱۔ مخفی نہ رہے کہ جناب شیخ صدوق کی من لا یحضرہ الفقیہ کی عبارت میں ان کے مبنی فاسد کی وجہ
سے واضح اشکال پایا جاتا ہے چونکہ جو شخص ان کا ہم عقیدہ نہ ہوتا تھا ان کو وہ غالی اور مفوضہ کہتے تھے
کما فی مسئلہ السھو والنسیان۔ اگرچہ شیخ صدوق جلیل القدر عالم تھے لیکن معصوم نہیں تھے۔

خلاصہ یہ کہ ابو بکر حضرمی اور کلیب اسدی وغیرہ کی روایات میں تقیہ کا
احتمال قوی پایا جاتا ہے اور شاذ روایات، موافق قرآن و سنت ہیں لہٰذا ان پر عمل
کرنا ہرگز خطاء نہیں ہے۔
مخفی نہ رہے کہ تشہد نماز میں بھی شہادت ولایت کو پڑھا جا سکتا ہے اور یہ
مبطل نماز نہیں ہے بلکہ اس کا پڑھنا رجحان رکھتا ہے جیسا کہ ابو بصیر نے امام جعفر
صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول تشہد یہ ہے

بسم الله وبالله والحمد لله و خير الاسماء كلها لله اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهدان محمدا عبده و رسوله ارسله بالحق بشيرا و نذيرا بين يدى الساعة و اشهدان ربى نعم الرب و ان محمدا نعم الرسول و ان عليا نعم الوصى و نعم الامام اللهم صل على محمد و آل محمد و تقبل شفاعته فى امته و ارفع درجته الحمد لله رب العالمين۔ ۱

....

۱۔ فقہ کامل ص ۱۳۱، القطرۃ (حالات امام جعفر صادقؑ)

نوٹ: مخفی نہ رہے کہ مقام میں سندی اشکال وارد نہیں ہے چونکہ بناء برمشہور، مندوبات میں قاعدہ تسامح درادلہ سنن جاری ہوتا ہے مسئلہ میں مزید وضاحت کیلئے ہمارے رسالہ الشہادۃ الثالثہ (طبع ثانیہ) اورندائے حق، کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ ا

ا۔تذکر: مخفی نہ رہے کہ امامت وولایت کا عقیدہ، اصول دین سے ہے اور یہ عقیدہ ہر حال میں واجب ہے۔

اذان واقامت اور نماز کا تعلق فروع دین سے ہے اور یہ فقہ کے مسائل ہیں اور ہر ایک کی اپنی اپنی دلیل ہے لہذا ہر ایک پر اس کی دلیل کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

دینی مسائل میں جامع الشرائط مراجع دین اور علماء حقہ کی طرف رجوع کیا جائے اور غیر ذمہ دار لوگوں سے محتاط رہیں۔

البیان

(حصہ دوئم)

سوال: آیا حدیث کساء کی کوئی سند ہے؟۔

جواب: حدیث کساء کی سند یہ ہے:

قال الشیخ عبداللہ البحرانی صاحب العوالم رأیت بخط الشیخ الجلیل السید ھاشم البحرانی عن شیخہ الجلیل السید ماجد الحبرانی عن الحسن بن زین الدین الشھید الثانی عن شیخہ المقدس الاردبیلی، عن شیخہ علی بن عبدالعالی الکرکی عن الشیخ علی ابن ھلال الجزائری عن الشیخ أحمد بن فھد الحلی عن الشیخ علی بن الخازن الحائری عن الشیخ ضیاء الدین علی بن الشھید الاول عن أبیہ عن فخر المحققین عن شیخہ العلامۃ الحلی عن شیخہ المحقق عن شیخہ ابن نما الحلی عن شیخہ محمد بن ادریس الحلی عن ابن حمزۃ الطوسی صاحب ثاقب المناقب عن الشیخ الجلیل الحسن بن محمد بن الحسن الطوسی عن أبیہ شیخ الطائفۃ عن شیخہ المفید عن شیخہ ابن قولویہ القمی عن شیخہ الکلینی عن علی بن ابراھیم (عن أبیہ ابراھیم) بن ھاشم عن احمد بن محمد بن أبی نصر البزنطی عن قاسم بن یحیی الجلاء الکوفی عن أبی بصیر عن أبان بن تغلب الکبری عن جابر بن یزید الجعفی عن جابر بن عبداللہ الانصاری عن فاطمۃ الزھرا بنت رسول اللہ قال سمعت فاطمۃ الزھراء علیھا السلام اللہ انھا قالت الخ ا

ا۔ عوالم العلوم ج ۱۱ ص ۹۳۰۔۹۳۱، احقاق الحق ج ۲ ص ۵۵۴۔۵۵۵

شیخ علامہ بزرگ تہرانی لکھتے ہیں کہ:

مولی محمد حسین کروھرودی نے حدیث کساء مشہور کواسی ترتیب کے ساتھ جو کہ کتاب منتخب طریحی میں ہے اندک اختلاف کے ساتھ مختلف سندوں کے ساتھ کتاب غرر سے نقل کیا ہے ا

مخفی نہ رہے کہ کتاب غرر الاخبار و دُرر الآثار، علامہ ابومحمد حسن بن ابی الحسن علی بن محمد دیلمی کی تالیف ہے جو کہ آٹھویں صدی کے شیعہ کے بزرگ علماء میں سے تھے۔

سید محسن امین کتاب غرر الاخبار کی معرفی میں لکھتے ہیں:

حدیث کساء مشہور جو کہ منتخب طریحی میں آئی ہے اس کتاب میں بھی موجود ہے ۲

مخفی نہ رہے کہ طریحی نے حدیث کساء معروف کا مکمل متن المنتخب میں نقل کیا ہے۔ ۳

آیۃ اللہ نجفی مرعشیؒ کے کتابخانہ میں شمارہ ۸۹۵۴ میں مکمل حدیث کساء اور اس کا ترجمہ خطی نسخہ میں موجود ہے جس کی کتابت ۱۰۳۳ھ میں ہوئی تھی۔ اس نسخہ کو خود حقیر راقم الحروف نے مشاہدہ کیا ہے۔ اس نسخہ کی کتابت تقریباً نصف صدی، منتخب طریحی سے پہلے کی ہے تو معلوم ہوا کہ چارسو سال پہلے بھی حدیث کساء اسی

ا۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۶ ص ۳۶

۲۔ اعیان الشیعہ ج ۵ ص ۲۵۱

۳۔ المنتخب ص ۲۵۳ تا ۲۵۵

طرح پڑھی جاتی تھی جس طرح اس زمانے میں مومنین کے درمیان معمول ہے آیۃ اللہ العظمی آقای سید محمد شیرازیؒ اپنی کتاب ۱ میں لکھتے ہیں:

فقد روی والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ حدیث الکساء فی مجموعۃ لہ بسند صحیح الی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کما رواہ غیرہ۔ ہمارے والدؒ نے اپنے مجموعے میں حدیث کساء کو حضرت فاطمہؑ تک صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ ان کے غیر نے بھی روایت کیا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ حدیث کساء کا واقعہ متعدد بار واقع ہوا ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے اور اس چیز کی کئی ایک علماء شیعہ اور اہل سنت نے تصریح کی ہے۔ جیسا کہ طبری نے ذخائر العقبیٰ میں اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں ص ۱۴۴ اور صاحب عروہ نے سوالات کے جوابات میں تکرار واقعہ کا کہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کساء صحیح سند سے ثابت ہے برکت اور حل مشکلات کیلئے۔

فقہ الزہرا، ج ۱ ص ۵۳

اس حدیث کساء کو مومنین قدیم الایام سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں اور بزرگ مراجع دین بھی حل مشکلات کیلئے حدیث کساء کو پڑھنے کی تاکید کرتے آ رہے ہیں۔ حل مشکلات، مریضوں کی شفاء اور اولاد کیلئے اور وسعت رزق وغیرہ

کیلئے حدیث کساء کا پڑھنا مفید اور مجرب ہے اور ہمارا بھی اسی پر عمل ہے۔ دعا گو ہوں کہ خداوند متعال بحق محمد وآل محمد علیہم السلام، مومنین کو شیاطین کے وسوسوں سے محفوظ رکھے اور سب کو مودت محمد وآل محمد علیہم السلام پر ثابت قدم رکھے۔

سوال: کیا زیارت عاشوراء کی کوئی سند ہے؟

جواب: زیارت عاشورا کی تین سندیں ہیں جنکو ابن قولویہؒ نے اپنی کتاب کامل الزیارات میں نقل کیا ہے اور شیخ الطائفہ شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب مصباح المتھجد میں اس زیارت کی دو سندوں کو ذکر کیا ہے۔ نیز علامہ مجلسی نے بھی اپنی کتاب زاد المعاد میں مذکورہ دو اسناد کو ذکر فرمایا ہے۔ علامہ مجلسی نے اس زیارت کو زیارت مشہورہ سے تعبیر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ شیخ طوسی اور ابن قولویہ اور دیگر علماء نے (اسے) روایت کیا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ یہ زیارت، حدیث قدسیہ سے ہے جیسا کہ شیخ طوسی، علامہ مجلسی اور محدث قمی اور دیگر علماء نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ زیارت عاشورا بہت فضیلت کی حامل ہے۔ گزشتہ ادوار

سے لے کر اب تک علماء صلحاء اور مومنین کا اس پر عمل رہا ہے اس زمانے کے علماء اور مراجع دین بھی اس زیارت کے پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں اور حقیر راقم الحروف کا عمل بھی اسی پر ہے حل مشکلات کیلئے اس زیارت کا پڑھنا بہت مفید اور مجرب ہے۔ دعا گو ہوں کہ خداوند متعال بحق محمد و آل محمد علیھم السلام سب مومنین و مومنات کو اپنے وظائف شریعہ کا پابند بنائے اور زیارت عاشورا کو بھی پابندی کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے اور شیاطین کے شر اور وسوسوں سے محفوظ فرمائے۔

سوال: حضرت فاطمہ علیھا السلام نے جو خطبہ دیا تھا اس کے مدارک کے بارے میں کچھ وضاحت فرمائیے۔

جواب: اہل سنت کے عالم ابو بکر احمد بن عبدالعزیز جوہری نے اپنی کتاب سقیفہ میں بہت ساری سندوں کے ساتھ اس خطبہ کو روایت کیا ہے۔

اس خطبہ کو درج ذیل کتب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

بلاغات النساء ابن طیفور احمد بن ابی طاہر متوفی ۲۸۰ ص ۱۲۔۱۴ شرح نہج البلاغہ لابن الحدید متوفی ۶۵۶ چاپ مصر دار احیا الکتب العربیة ج ۱۶ ص ۲۱۱۔۲۱۵

ص ۲۳۳۔۲۳۴

التذکرہ الحمدونیہ ابن حمدون محمد بن حسن متوفی ۵۶۲ چاپ بیروت دار صادر ۱۹۹۶۔ ج ۶ ص ۲۵۵، ۲۵۹ ح ۶۲۸

الفاضل فی صفة الأدب الکامل۔ ابو الطیب محمد بن احمد وشاء متوفی ۳۲۵ چاپ بیروت ۱۴۱۱۔ دار الغرب العربی ص ۲۱۰۔۲۱۳

منال الطالب فی شرح طوال الغراب۔ مبارک بن محمد بن اثیر متوفی ۶۰۶ چاپ مکہ جامعہ أم القری ص ۵۰۱۔۵۰۷، ۵۲۸۔۵۲۹

دلائل الامامة۔ ابو جعفر محمد بن جریر طبری امامی چاپ قم مؤسسہ بعثت ۱۴۱۳۔ ص ۱۰۹۔۱۲۹ احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۳۱۔۱۴۶۔ کشف الغمہ فی معرفة الائمہ ج ۲ ص ۱۰۵۔۱۲۰۔ شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی ج ۵ ص ۱۰۵۔ الشافی فی الامامة ج ۴ ص ۶۹۔۷۸۔ شرح الاخبار فی فضائل الائمة الاطہار۔ قاضی نعمان مغربی ج ۳ ص ۳۴۔۴۰ الطرائف ص ۲۶۳۔۲۶۶ و کتب دیگر ۱

۱۔ مزید تفصیل کیلئے کتاب صدای فاطمی فدک کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

سوال: کیا پیامبر اسلامؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام علم غیب رکھتے ہیں؟

جواب: خداوند متعال نے پیامبر اسلامؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کو غیب کا علم عطاء فرمایا ہے۔ خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے۔

علم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول الخ

وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہے مگر جس رسول کو پسند کر لے۔ ۱

پس بنص قرآن رسولؐ غیب جانتے ہیں اور حضورؐ فرماتے ہیں انا مدینة العلم وعلی بابھا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں۔ ائمہ طاہرین علیہم السلام علوم محمدیہ کے وارث ہیں۔

....

۱۔ سورہ جن آیت نمبر ۲۶۔۲۷

سوال: کیا محمد وآل محمد علیہم السلام ولایت تکوینی رکھتے ہیں؟

جواب: محمد وآل محمد علیہم السلام باذن اللہ ولایت تکوینی رکھتے ہیں۔

سوال: کیا حضرت علی علیہ السلام ہر مرنے والے کے پاس آتے ہیں؟

جواب: ہر مرنے والے کے پاس حضرت علی علیہ السلام آتے ہیں بلکہ بعض روایات میں ہے کہ پیامبر اسلامؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام بھی آتے ہیں۔

علامہ باقر مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کا ہر مرنے والے کے پاس آنے کا اقرار کرنا واجب ہے مومنین کی شفاعت فرماتے ہیں اور ان کو ان کی شفاعت کا فائدہ ہوتا ہے اور منافقین، مبغضین اہل بیت کے بارے میں سختی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ۱

نوٹ:۔ مزید وضاحت کیلئے ہمارے رسالہ علمی رسائل کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

....

۱۔ رسالہ اعتقادات مجلسیؒ

سوال: آیا حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر کی بیعت کی تھی؟

جواب: حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر کی ہرگز بیعت نہیں کی۔ بیعت یہ ہوتی ہے کہ کوئی شخص اپنی مرضی سے کسی کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کو اپنے عہد کو پورا کرنے کی غرض سے رکھے اور ایسی بیعت امیر المومنین علی علیہ السلام نے ہرگز نہیں کی۔

چونکہ حضرت علی علیہ السلام خلافت اور حکومت کو اپنا حق سمجھتے تھے جیسا کہ آپ نے اور آپ کے خاص اصحاب ۔۱ نے ابوبکر سے احتجاج بھی کیا تھا۔ نیز امیر المومنین علی علیہ السلام نے شوریٰ کے دن، عمر کی بنائی ہوئی کمیٹی کے سامنے اپنے مناشدات میں تفصیلی طور پر اپنے خلافت کے حقدار ہونے پر احتجاج کیا۔ ۲

....

۱۔ احتجاج طبرسی

۲۔ کتاب الولایۃ لابن عقدۃ الکوفی ص ۱۶۳ تا ۱۷۸۔ جمعہ حرز الدین۔ مناقب علی بن ابی طالبؑ لابن المغازلی ص ۱۱۵ تا ۱۲۰۔ ترجمہ الامام علی بن ابی طالبؑ من تاریخ دمشق لابن العساکر، فرائد السمطین ج۱ ص ۲۸۱ با اختصار، المناقب خوارزمی ص ۳۱۳ تا ۳۱۵۔ کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ص ۳۸۶ با اختصار و کتب دیگر

سوال: کیا حضرت علی علیہ السلام نے نماز میں ابوبکر کی اقتداء کی ہے؟

جواب: حضرت علی علیہ السلام نے ہرگز ابوبکر کی اقتداء نہیں کی چونکہ پیشنماز ی کیلئے عدالت شرط ہوتی ہے ھذا اولاً وثانیاً فرضاً کسی کے پیچھے کھڑے ہو جانے کو اقتداء نہیں کہا جا سکتا ممکن ہے کہ اس نے نیت فرادی کی ہو۔

وثالثاً: اگر اہل سنت، احتجاج طبرسی کی روایت کو دلیل کے طور پر پیش کریں تو یہ روایت ان کے ضرر میں تمام ہوتی ہے۔ چونکہ اس روایت میں یہ بات بھی موجود ہے کہ ابوبکر نے خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ حضرت علی کو نماز میں شہید کر دینا۔ اہل سنت سے سوال یہ ہے اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس سے تو سقیفائی حاکم کا پول کھل جاتا ہے۔ اور اگر یہ روایت صحیح نہیں ہے تو اس کو اہل سنت کس طرح دلیل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔

ورابعاً: اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ صلوا خلف کل بر و فاجر ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھو ۱

....

۱۔ شرح فقہ اکبر، شرح العقائد النسفیہ ص ۱۹۳ طبع لاہور

عن ابی هریرة قال رسول الله والصلوة واجبة علیکم خلف کل مسلم برا کان او فاجرا و ان عمل الکبائر و الصلوة واجبة علی کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر

ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا......اور نماز واجب ہے تم پر ہر مسلمان کے پیچھے وہ نیک ہو یا بد اگر چہ وہ گناہ کبیرہ کرتا ہو اور جماعت واجب ہے تم پر، یعنی ہر مسلمان پر خواہ وہ نیک ہو یا بد اور اگر چہ وہ گناہ کبیرہ کرتا ہو۔ ۱

نوٹ: اہل سنت کے مسلک میں فاسق امام کے پیچھے بھی نماز جائز ہے۔

وخامسا: رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام و فرمایا۔

انت بمنزلة الکعبة (اے) علیؑ تیری منزلت کعبہ جیسی ہے۔ ۲ اور علی علیہ السلام امام برحق ہیں، حضورؐ نے ان کے بارے میں فرمایا الحق مع علی وعلی مع الحق۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں ۳ تو اس بناء پر حضرت علی علیہ السلام کی طرف پشت کرنا، حق اور کعبہ کی طرف پشت کرنا ہوگا اور جو نماز میں کعبہ کی طرف پشت کرے کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

....

۱۔ مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۲۵۱ طبع کراچی باب الامامة، عنوان فاسق کی امامت جائز ہے۔

۲۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابة ج ۴ ص ۱۱۲ ط دار الشعب

۳۔ مناقب علی بن ابی طالب لابن المنازلی ص ۱۱۹، کتاب الولایة لابن عقدة الکوفی ص ۱۸۵ مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویہ ص ۱۱۴ جمعہ حرز الدین وکتب دیگر

سوال: حضرت علی علیہ السلام نے غاصبین سے اپنا حق واپس لینے کیلئے جنگ کیوں نہ کی؟

جواب: رسول خداؐ کی رحلت کے بعد کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور بقول اہلسنت کے عالم شبلی نعمانی کے کہ مدینہ منافقین سے بھرا ہوا تھا۔ ان حالات میں اگر علی علیہ السلام جنگ شروع کر دیتے تو اصل اسلام کا باقی رہنا خطرے میں پڑ جاتا اور تازہ مسلمانوں کا اسلام سے پھر جانے کا خوف تھا حالانکہ حضرت علی علیہ السلام کی زندگی کی فداکاریاں اسلام کی خاطر تھیں پس علی علیہ السلام کے نزدیک اسلام کی بقاء کی مصلحت، اپنے حق لینے کی نسبت اہم تھی۔ جنگ نہ کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضورؐ نے آپ کو صبر کی تلقین فرمائی تھی۔ تیسری وجہ یہ کہ باوفا انصار کی قلت تھی۔ دو جوہات دیگر۔

سوال: رسول خداؐ کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

جواب: رسول خداؐ کی صلبی ایک بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؑ تھیں، زینب، ام کلثوم، رقیہ، حضورؐ کی صلبی بیٹیاں نہیں تھیں چونکہ ان کی پرورش حضورؐ کے گھر ہوئی۔ اس وجہ سے لوگوں نے ان کو بھی رسولؐ کی بیٹیاں ہی سمجھ لیا حالانکہ یہ رسول خداؐ کی صلبی بیٹیاں نہیں تھیں بلکہ ربیبہ (پالتو) بیٹیاں تھیں۔ اور ہماری کتب میں بعض

روایات میں جو چار بیٹیوں کا ذکر آیا ہے یہ روایات غالباً ضعیف ہیں اور بر فرض صحیح السند بھی ہوں تو ان سے مراد ربائب ہیں نہ کہ دختران صلبی۔

مزید تفصیل کیلئے ہماری تحقیقی کتاب صراط النجاۃ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

سوال: کیا حضرت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام کا نکاح عمر سے ہوا تھا؟

جواب: محققین شیعہ، نے اصل ازدواج کا انکار کیا ہے جناب شیخ مفیدؒ کی عبارت کو بحار الانوار میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ عمر بن خطاب کے نکاح میں اورام کلثوم نامی عورت تھی جو حکومت معاویہ میں ۵۴ ھ میں وفات پا گئی اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ علیھا السلام ۶۱ ہجری میں واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔ تفصیل کیلئے ہماری تحقیقی کتاب صراط النجاۃ کی طرف رجوع کیا جائے۔

سوال: ائمہ طاہرین علیھم اسلام، حاکمان جور سے تحفے اور ہدایا کیوں لیتے تھے؟

جواب: اولاً تو حق حکومت حق امام معصوم ہوتا ہے اور رسول خداؐ کے برحق بارہ خلیفے ہیں جن میں پہلے علی علیہ السلام اور آخری حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور جو جنگ نبی یا امام معصوم کی اجازت کے بغیر ہو وہ سب غنیمت معصوم کا مال ہوتا ہے۔ معصوم کی اجازت کے بغیر اس میں کوئی تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ اگر کوئی شخص امام علیہ السلام کے مال کو غصب کر لے پھر اس میں سے کچھ کو واپس

کر دے تو امام علیہ السلام کیلئے وہ جائز ہے چونکہ وہ مال خود ان کا اپنا ہے۔

وثانیاً: حضرت یوسف پیامبر نے عزیز مصر کافر کے گھر میں پرورش پائی۔ نیز حضرت موسیٰ اولی العزم پیغمبر نے فرعون کافر کے گھر پرورش پائی اور یہ دونوں نبی، کافر کے اموال سے مخارج لیتے رہے جس طرح ان معصوم نبیوں کیلئے کافر کا مال لینا جائز تھا اسی طرح امام معصوم کیلئے بھی حاکمان جور کے ہدایا لینا جائز ہے۔

سوال: حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بعض اولادوں کے نام ابوبکر، عمر و عثمان کیوں رکھے ہیں؟

جواب: اولاً تو نام بذات خود مذموم نہیں ہوتا بلکہ جو چیز نام پر تاثیر کرتی ہے وہ اس کا عمل اور کردار ہوتا ہے۔

وثانیاً:۔ حضرت علی علیہ السلام نے جو یہ نام اپنی بعض اولاد کے رکھے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ ثلاثہ کو دوست رکھتے تھے بلکہ ایک مقام پر خود علی علیہ السلام نے اس کی علت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں انما سمیتہ باسم اخی عثمان بن مظعون۔ بتحقیق میں نے اپنے بیٹے (عثمان) کا نام اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا۔ ۱۔ چونکہ عثمان بن مظعون، حضورؐ کا باوفا صحابی اور حضرت علی علیہ السلام کا محبّ تھا۔ جب یہ صحابی فوت ہوا تو حضورؐ نے اس کے چہرہ کا بوسہ لیا۔

۱۔ مقاتل الطالبین لابی الفرج الاصفہانی ص ۸۴ طبع دار المعرفۃ بیروت بحار الانوار ج ۴۵ ص ۳۸

حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے ابوبکر کا اصل نام محمد اصغر تھا اور ابوبکر ان کنیہ تھی ۱۔ اما اسم عمر، شاید عمر بن ابی سلمہ سے محبت کی خاطر یا کسی اور شخص کی وجہ سے رکھا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ نام رکھنا، ثلاثہ سے محبت کی وجہ سے ہرگز نہ تھے۔

وثالثاً: آپ اہل سنت جو اپنے بچوں کے نام عبدالرحمٰن رکھتے ہو اس کی کیا وجہ ہے آیا عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی، حضرت علی علیہ السلام کے قاتل کو دوست رکھنے کی وجہ سے رکھتے ہو یا کسی اور وجہ سے؟ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔ جو جواب تمہارا ہو گا وہی جواب مقام میں ہمارا ہوگا۔

....

۱۔ التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۸، الارشاد ج ا ص ۳۵۴ طبع مؤسسہ آل البیت علیہم السلام

سوال: بعض دعاؤں میں ائمہ علیہم السلام نے گناہوں کا اعتراف کیا ہے اور وہ استغفار بھی کرتے تھے حالانکہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ائمہ طاہرین معصوم ہیں۔ اس سوال کا جواب ضرورت مرحمت فرمائیں۔

جواب: مخفی نہ رہے کہ انبیاء اور اوصیاء معصوم ہیں وہ ہرگز گناہ نہیں کرتے کبھی جو گناہ کا اعتراف کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اس کے کئی ایک جواب دیئے گئے ہیں۔

۱۔ یہ اعتراف لوگوں کے تعلیم کی خاطر ہے کہ خدا کی بارگاہ میں کیسے اعتراف اور توبہ کریں۔

۲۔ یہ اعتراف تواضع اور انکساری کی وجہ سے ہے۔

۳۔ یہ اعتراف، رعیت کی زبان سے کرتے ہیں۔ ان کا اعتراف حقیقت میں اور لوگوں کے گناہوں کا اعتراف ہے چونکہ ہر سردار اپنی رعیت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کا غلام کوئی خطاء کر بیٹھے تو اس کے سردار کو معذرت کرنی پڑتی ہے)۔

۴۔ بعض علماء نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ ذنب سے مراد ترک اُولی ہے (البتہ محمد وآل محمد علیہم السلام ترک اُولی بھی نہیں کرتے)

۵۔ خود استغفار کرنا عبادت ہے خواہ گناہ نہ بھی صادر ہو۔

۶۔ شیخ علی بن عیسی اربلی نے کشف الغمہ میں دقیق تر اور لطیف تر جواب دیا ہے وہ یہ کہ انبیاء اور ائمہ علیھم السلام ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں اور ان کی توجہ ہمیشہ یاد الٰہی میں رہتی ہے۔ لیکن جب وہ کسی مباح کام کی وجہ سے مثلاً کھانے پینے وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں تو اس وقت وہ حالت جو عبادت اور یاد الٰہی میں تھی اس سے محرومی کی خاطر اس کو گناہ محسوب کرتے ہیں اور خدا سے طلب بخشش اور آمرزش کرتے ہیں۔ حالانکہ مباح کام انجام دینا، گناہ نہیں ہوتا لیکن چونکہ وہ مقربان الٰہی ہیں لہٰذا وہ کسی وقت میں بھی عبادت اور ذکر الٰہی میں انقطاع کو پسند نہیں کرتے۔ اس وقتی انقطاع کو وہ گناہ محسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ گناہ نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے حسنات الابرار سیأت المقربین۔

سوال: پیغمبر اسلام کو امی کیوں کہتے ہیں کیا حضورؐ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے؟

جواب: حضورؐ مکہ کے رہنے والے تھے اور مکہ مکرمہ کے کئی نام ہیں جن میں ایک ام القری ہے جس کی وجہ سے آپ کو امی کہتے ہیں۔ امی یعنی مکی۔ حضورؐ دنیا کی سب

زبانوں کو لکھنا و پڑھنا جانتے تھے۔ صرف مصلحت کی وجہ سے عام طور پر نہیں لکھتے تھے۔ مزید تفصیل کیلئے ہمارے رسالہ حقیقت چیست (بزبان فارسی) کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

سوال: بعثت سے پہلے حضورؐ کس شریعت پر عمل کرتے تھے؟

جواب: حضورؐ کیلئے اپنے مخصوص احکام تھے جن پر عمل کرتے تھے اور وہ سابقہ شرائع کے تابع نہ تھے چونکہ اگر وہ کسی سابقہ شریعت پر عمل کرتے تو اس سے لازم یہ آتا کہ وہ صاحب شریعت، آنحضرتؐ سے افضل ہو۔ حالانکہ یہ چیز ضرورت دین کے خلاف ہے۔ دوسری دلیل یہ کہ شیعہ و سنی نے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کنت نبیا و آدم بین الماء والطین میں نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔

وبنص قرآن، حضرت عیسیٰ نے گھوارہ میں اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا ہے۔

قال انی عبداللہ ءاتنی الکتب و جعلنی نبیا O و جعلنی مبارکا این ما کنت و اوصنی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیا

بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں بھی رہوں بابرکت قرار دیا ہے اور جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے۔ ۱

حضرت یحییٰؑ کو پانچ سالگی میں نبوت اور کتاب دی گئی۔

یٰیحیی خذ الکتب بقوۃ و اتینہ الحکم صبیا

اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو اور ہم نے انہیں بچپنے ہی میں نبوت عطاء کر دی ۲۔

جو فضلیتیں گزشتہ انبیاء کو دی گئیں ہمارے نبیؐ کو اس سے برتر فضلیتیں دی گئی ہیں۔

۱۔سورہ مریم آیت نمبر ۳۰۔۳۱

۲۔سورہ مریم آیت نمبر ۱۲

کیا خیال ہے کہ حضرت محمدؐ چالیس سال تک نبی نہ تھے؟

آنحضرتؐ نبی تھے لیکن بعثت چالیسویں سال سے ہے یعنی اعلان نبوت ورسالت اور دین اسلام کی تبلیغ پہنچانے کا حکم چالیس سالگی میں ہوا۔ نہ یہ کہ چالیس تک نبی نہ تھے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ فبھدٰھم اقتدہ

اس آیت میں پیغمبرؐ کو گزشتہ انبیاء کی اقتداء کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ کہ یہاں مراد اصول دین میں موافقت ہے اور اصول دین سب ادیان میں متفق علیہ تھے۔ یا مراد یہ ہے کہ جس طرح گزشتہ انبیاء نے دین کی تبلغ میں مشقتیں دیکھی ہیں اور کفار کے مقابلے میں صبر و تحمل سے کام لیا ہے آپ بھی ان کی طرح صبر سے کام لیں۔

۱۔سورہ انعام آیت نمبر ۹۱

سوال: حضرت آدم کا نکاح کس نے پڑھا اور ان حضرت حوا کا حق مہر کیا تھا؟

جواب: حضرت آدم کا نکاح حضرت جبرائیلؑ نے پڑھا اور حضرت حوا کا حق مہر محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات پڑھنا تھا۔

سوال: حضرت آدم کی اولاد کیسے ہوئی کیا بہن بھائی کا نکاح ہوتا تھا یا کوئی اور طریقہ تھا؟

جواب: زرارہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ کے ہاں شیث پیدا ہوا جس کا نام ھبۃ اللہ تھا (اور وہ زمین پر ان کا پہلا وصی ہوا) پھر شیث کے بعد یافث پیدا ہوا پھر وہ جب بالغ ہوئے تو جمعرات کے دن عصر کے بعد خدا نے بہشت سے ایک حور جس کا نام نزلہ تھا کو زمین پر اتارا پھر خدا نے حضرت آدم کو حکم دیا کہ حضرت شیث کا نکاح اس حور سے کردیں اور انہوں نے نکاح کردیا پھر اگلے دن عصر کے بعد بہشت سے ایک اور حور نازل کی جس کا نام منزلہ تھا خدا نے حضرت آدم کو حکم دیا کہ یافث کا نکاح اس حور سے کردیں۔ انہوں نے بحکم خدا نکاح پڑھ دیا۔ اس شادی سے شیث کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور یافث کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جب یہ بالغ ہوئے تو خدا نے حکم دیا کہ ان کا نکاح آپس میں کردیں۔ پس انبیاء مرسلین میں سے برگزیدہ ان دونوں کی نسل سے متولد ہوئے ہیں۔ بہن بھائی سے نکاح والی بات غلط ہے۔ ۱

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت آدم کے ایک بیٹے کیلئے جنت سے حور آئی اور دوسرے بیٹے کا نکاح ایک جنیہ سے ہوا لوگوں میں جو خوبصورت اور خوش اخلاق ہیں وہ اس حور کی وجہ سے ہیں اور جو بدشکل اور بداخلاق ہیں وہ اس جنیہ کی وجہ سے ہیں۔ ۲

سوال: کیا حضرت سکینہ بنت الحسینؑ واقعہ کربلا کے بعد زندہ رہیں اور شام کی اسارت کے بعد ان کی متعدد افراد کے ساتھ شادی ہوئی ہے؟

جواب: تحقیقی نظریہ یہ ہے کہ وہ زندان شام میں رحلت کرگئیں، متعدد افراد سے شادی والا نظریہ آل رسولؐ کے خلاف نواصب کا نظریہ ہے جس کو بلا تحقیق ہمارے بعض علماء نے بھی اپنی کتب میں لکھ دیا ہے۔

۱۔ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۲۷۵۔۲۷۶ کتاب النکاح باب تحریم الاخت مطلقا، جامع احادیث الشیعہ ج ۲۵ ص ۵۰۰۔۵۰۱ و کتب دیگر

۲۔ جامع احادیث الشیعہ ج ۲۵ ص ۵۰۲، ۵۰۳

سوال: کیا حضرت عبداللہ بن جعفر طیار غیر سید تھے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن جعفر طیار سید تھے اور ان پر اور ان کی اولاد پر صدقہ حرام ہے۔

سوال: محمد وآل محمد علیھم السلام کے دشمنوں پر تبرا کا کیا حکم ہے؟

جواب: محمد وآل محمد علیھم السلام کے دشمنوں پر لعن وتبرا کرنا واجب ہے۔ ۱ اور یہ عقیدہ، مذہب شیعہ کی ضروریات سے ہے ۲ جو شخص تبرا کا منکر ہے وہ مذہب شیعہ سے خارج ہے بلکہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ اجمالا اصل لعن وتبرا، ضروریات دین سے ہے۔

ارشاد رب العزت ہے **ان الذین یوذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة و اعد لهم عذا با مهینا**

یقیناً جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے ان کیلئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ ۲

۱۔ البتہ تقیہ کے موارد میں تقیہ کی مراعات بھی لازمی ہے۔

۲۔ رسالہ اعتقادات علامہ مجلسیؒ

۳۔ سورہ احزاب آیت نمبر ۵۷

جس نے آل محمد علیھم السلام کو اذیت دی اس نے رسول کو اذیت دی اور جس نے رسول کو اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔

بنص قرآن، خدا اور رسول کو اذیت دینے والے پر اللہ کی دنیا وآخرت میں لعنت و پھٹکار ہے۔

سوال: اس زمانے میں وظیفہ کیا ہے؟

جواب: اپنے اعتقادات کو محفوظ رکھیں چونکہ مخالفین اور مغرضین، لوگوں کے اعتقادات کو خراب کرنے کیلئے طرح طرح کے شبہے القاء کر رہے ہیں لہٰذا مشکوک قسم کے لوگوں کی تحریروں اور تقریروں سے اجتناب اور مکمل طور پر محتاط رہیں۔

دینی مسائل میں جامع الشرائط مراجع دین اور علماء حقہ کی طرف رجوع کریں۔

اپنے وظائف شرعیہ کو پابندی سے بجالائیں۔ محمد وآل محمد علیھم السلام سے ہمیشہ متوسل رہیں۔ امام زمانہ کی یاد اور انتظار میں ہمیشہ رہیں ان کی سلامتی کیلئے صدقات دیا کریں اور جس نے اپنی واجب حج کر لی ہے اگر پھر مستحبی حج کیلئے جانا

چاہتا ہے تو امام زمانہ کی نیابت میں حج کریں کیونکہ اس کی بہت برکات ہیں۔ محمد و آل محمد علیہم السلام کی ولایت پر ثابت قدم رہیں۔ عزاداری امام حسین علیہ السلام کو پورے اہتمام کے ساتھ منعقد کریں۔ سادات عظام کا احترام ہمیشہ مدنظر رکھیں چونکہ وہ اولاد رسولؐ ہیں۔ اور ان کے حقوق کو ادا کیا جائے۔ خصوصاً خمس آل محمد علیہم السلام کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی جائے اپنے دینی بھائیوں خصوصاً فقراء کی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ زکوٰۃ کو موقع پر ادا کرنا چاہیے۔ آپس میں مہربان اور اتفاق سے رہنا چاہیے۔ صلہ ارحام کو انجام دینا چاہیے۔ اپنی اولاد خصوصاً نوجوانوں کی مراقبت رکھنی چاہیے کہ یہ دور پرآشوب، پرفتنہ ہے۔ گمراہ کنندہ وسائل بکثرت پائے جاتے ہیں۔

خداوند متعال بحق محمد و آل محمد علیہم السلام سب کو خصوصاً نوجوان طبقہ کو شر شیطان سے محفوظ فرمائے۔

امام زمانہ کے ظہور کی تعجیل کیلئے بکثرت دعا کرنی چاہئے اور انتظار افضل عبادت ہے۔ اور اپنے دلوں کو شرک، کفر، نفاق، ریاکاری اور معصیت اور آلودگیوں سے پاک رکھنا چاہیے۔ یہ دنیا دار الفناء ہے اور آخرت دار البقاء ہے۔ ہمیشہ آخرت کی فکر رکھنا چاہیے۔

التماس دعا حیا و میتا۔

والسلام۔

خادم مذہب حقہ

سید مظہر علی شیرازی

حوزہ علمیہ قم المقدسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نادِ علیؑ

نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک
فی النوائب کل ہمٍ و غمٍ سینجلی بعظمتک
یا اللہ و بنبوتک یا محمد و بولایتک
یا علی یا علی یا علی ادرکنی

اللھم صل علی محمد و آل محمد

تحقیقی رسالہ

دفع الشبہات عن ایمان سیدنا ابی طالب علیہ السلام

بقلم:

سماحۃ فخر المحققین استاذ المناظرین

آیۃ اللہ علامہ سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

ناشر: مؤسسہ جواد الائمۃؑ پاکستان

نام کتاب..........................دفع الشبہات عن ایمان سیدنا ابی طال

مؤلف..........................آیۃ اللہ علامہ سید مظہر علی شیرازی دام

تاریخ..........................۱۴۳۰ھ ق

تعداد..........................۲۰۰۰

ناشر..........................مؤسسہ جواد الائمہؑ سرگودھا پاکستا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولہ الحمد

مقدمہ

منصف مزاج اور صاحب مطالعہ پر حضرت ابوطالب علیہ السلام کی شخصیت اور عظمت مخفی نہیں ہے چنانچہ اہل سنت کے کئی ایک منصف مزاج علماء بھی انکی شان اور ایمان کے معترف ہیں۔

لیکن بنی امیہ کی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ عدوات نے آنجنابؑ کے والدگرامی کے بارے میں لوگوں کے افکار کو مشوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ بنی امیہ کے نمک خواروں نے بعض آیات کی کہ جن میں مذمت پائی جاتی ہے ان کا مصداق حضرت ابوطالب علیہ السلام کو قرار دینے کی کوشش کی ہے بنی امیہ کی حدیث ساز کمپنی نے ان کو (العیاذ باللہ) کافر، معذب اور جہنمی ثابت کرنے کے لئے مختلف حدیثیں گھڑی ہیں۔

ہم نے حوزہ علمیہ قم میں اپنے درس مناظرہ میں اس موضوع کے بارے میں تحقیقی بحث کی ہے۔ جس کو مومنین کے استفادہ کی خاطر نظر ثانی اور اضافات کے ساتھ طبع کیا جارہا ہے۔

تاکہ محبان آل محمدؐ، نواصب کو محکم اور دندان شکن جواب دے سکیں۔

والسلام علی من اتبع الھدی......

سید مظہر علی شیرازی

حوزہ علمیہ قم المقدسہ ایران

عید مبعث ۲۷ رجب ۱۴۲۹ھ ق

بسم الله الرحمن الرحیم

سیدنا حضرت ابو طالب علیہ السلام، پیغمبر اسلامؐ کے نور کے ظاہر ہونے سے پینتیس سال (۳۵) پہلے متولد ہوئے اور اپنے والدگرامی حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کی گود میں پرورش پائی اور تمام صفات حسنہ ان سے سیکھے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے اپنے والدگرامی کی طرح شراب کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا تھا۔(۱)

اہل سنت کے عالم سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۃ الخواص فصل فی ذکر والدہ ابی طالب علیہ السلام میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے رسول خداؐ کی اچھی طرح کفالت کی اور انکی تربیت کی اور رسول خداؐ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے تھے اور ان سے شدید محبت رکھتے تھے اور ان کو اپنی اولاد پر مقدم سمجھتے تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پہلو میں سلاتے تھے اور ان کو مبارک النقیبۃ اور میمون الطلعۃ کے القاب سے یاد کرتے تھے۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام کی شخصیت ائمہ معصومین علیہم السلام کی نگاہ میں!

دلائل ایمان ابی طالب علیہ السلام:

دلیل اول۔فرمان رسول خداؐ:(یحشر ابو طالب یوم القیامۃفی زی الملوک وسیما الانبیاء)

حضرت ابو طالبؑ قیامت کے دن بادشاہوں کی شکل اور انبیاء کے سیما میں محشور ہونگے۔(۲)

(۱)سیرۃ حلبیہ ج ۱،ص ۱۸۴ طبع بیروت
(۲)مدینۃ البلاغۃ ج ۲ ص ۵۷۴(منقول از پرتوی از سیمای تابناک ابو طالبؑ)

دلیل دوم۔فرمان امیر المومنین علی علیہ السلام:

روی الصدوق(فی کمال الدین)باسنادہ الی اصبغ بن نباتۃ قال سمعت امیر المئومنینؑ یقول واللہ ماعبد ابی ولاجدی عبدالمطلب ولاھاشم ولاعبدمناف صنما قط قیل لہ فماکانو ایعبدون؟قال کانوایصلون الی البیت علی دین ابراھیم متمسکین بہ.

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ساتھ اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنینؑ سے سنا ہے کہ وہ فرمارہے تھے: کہ خدا کی قسم میرے والد، میرے دادا عبدالمطلب، ہاشم اور عبد مناف نے کبھی بھی بت پرستی نہیں کی ۔آنجنابؑ سے سوال کیا گیا پس وہ کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟تو فرمایا وہ دین ابراہیمؑ پر متمسک تھے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔(۱)

دلیل سوم۔امام زین العابدین علیہ السلام کا فرمان:

عن علی بن الحسینؑ انہ سئل عن ابی طالبؑ اکان مئومنا؟فقال نعم فقیل لہ:ان ھاھنا قومایزعمون انہ کافر فقال واعجباہ ایطعنون علی ابی طالبؑ اوعلی رسول اللہؐ وقدنھاہ اللہ ان یقرمومنۃمع کافرفی غیر آیۃمن القرآن ولایشک احدان فاطمۃ بنت اسدمن المومنات السابقات وانھالم تزل تحت ابی طالبؑ حتی مات ابو طالبؑ. امام زین العابدین علیہ السلام سے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ مومن تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں: پس ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہاں پر قوم ہے جن کا خیال ہے کہ وہ (العیاذ باللہ) کافر تھے۔

(۱)کمال الدین ج ۱ ص ۱۷۴ حدیث ۳۲

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا عجب ہے کہ یہ لوگ ابو طالب علیہ السلام پر طعن کر رہے ہیں یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حالانکہ خدا نے قرآن میں کئی جگہ پر فرمایا کہ مومنہ کافر کے ساتھ نہ رہے اور کوئی شخص شک نہیں رکھتا
حضرت فاطمہ بنت اسد مومنات سابقات سے تھیں اور بتحقیق وہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی زوجیت میں
کی وفات تک رہیں۔(۱)

دلیل چہارم۔امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان:

عن ابی لیث المرادی قال قلت لابی جعفرؑ سیدی ان الناس یقولون ان
طالبٌ فی ضحضاح من نار یغلی منه دماغه فقالؑ: کذبوا و الله ان ایمان ابی طالب
لو وضع فی کفة میزان و ایمان هذا الخلق فی کفة میزان لرجح ایمان ابی طالبٌ علی
ایمانهم ثم قال کان والله امیر المؤمنینؑ یامر ان یحج عن ابی النبی و امه و عن ابی
طالبٌ فی حیاته ولقد اوصی فی وصیته بالحج عنهم بعد مماته.

ابی لیث مرادی کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے میرے سردار
لوگ کہتے ہیں کہ ابو طالب علیہ السلام (نعوذ باللہ) جہنم میں ہیں تو فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں خدا کی قسم بتحقیق
ابو طالب علیہ السلام کے ایمان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور اس مخلوق کا ایمان میزان کے
دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ابو طالب علیہ السلام کا پلڑا بھاری ہوگا۔

پھر فرمایا: بخدا قسم امیر المومنینؑ اپنی زندگی میں نبی اکرمؐ کے والدین اور ابو طالب علیہ السلام کی طرف
سے حج کرنے کا حکم دیتے تھے اور انہوں نے وصیت کی کہ میری شہادت کے بعد بھی ان کی نیابت میں
حج کیا جائے۔(۲)

---

(۱) بحار الانوار ج۳۵ صفحه ۱۱۵، شرح نہج البلاغه لابن ابی الحدید ج۱۴ ص ۶۹
(۲) الحجة علی الذاهب الی تکفیر ابی طالب ص ۸۴ شرح نہج البلاغه لابن ابی الحدید ج۱۴ ص ۶۹

دلیل پنجم۔امام صادق علیہ السلام کا فرمان:

ایک طولانی روایت جس کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی نے کہا کہ میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ ابو طالب علیہ السلام جہنمی ہیں۔تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں اس چیز پر جبرائیل نازل نہیں ہوا میں نے عرض کیا کہ کس چیز پر نازل ہوا تو فرمایا: جبرائیلؑ حضورؐ کے پاس آئے تو عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیشک آپ کا رب آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ اصحاب کہف نے اپنے ایمان کو چھپایا اور شرک کو ظاہر کیا پس اللہ نے ان کو دوہرا اجر دیا۔اور اس دنیا سے جانے سے پہلے حضرت ابو طالب علیہ السلام کو خدا کی طرف سے جنت کی بشارت پہنچی ہے۔

اور ابو طالب علیہ السلام نے جس رات کو وفات پائی تو جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا (اخرج عن مکة فمالک بها ناصر بعد ابی طالبٌ) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مکہ سے ہجرت کر جائیں ابو طالب علیہ السلام کے بعد آپ کا مکہ میں کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے۔(۱)

دلیل ششم۔ایک اور روایت میں ہے کہ عبداللہ بن فضل ہاشمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابو طالب علیہ السلام کی مثال اصحاب کہف جیسی ہے جب انہوں نے اپنے ایمان کو چھپایا اور بوجہ مصلحت شرک کا اظہار کیا تو اللہ نے ان کو دوہرا اجر دیا۔(۲)

دلیل ہفتم۔ایک اور روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ پر جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہتا ہے اور فرما رہا ہے کہ جس صلب میں آپؐ تھے اور جس بطن نے آپ کو اٹھایا اور جس گود نے آپ کو پالا ان سب پر میں نے جہنم کو حرام قرار دیا ہے۔

---

(۱) بحار الانوار ج۳۵ ص ۱۱۱
(۲) بحار الانوار ج۳۵ ص ۱۱۶

صلب سے مراد حضرت عبداللہ، بطن سے مراد حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا اور گود سے مراد حضرت ابوطالب علیہ السلام کی کفالت ہے۔(١)

دلیل ہشتم۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرینؑ کے ذریعے سے امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن امیر المومنینؑ مقام رحبہ میں تشریف فرما تھے اور لوگ ان کے اردگرد تھے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنینؑ آپ کو خدا نے بلند مقام پر فائز کیا ہے اور آپؑ کا والد جہنم میں معذب ہے آپؑ نے اس کو فرمایا! چھوڑ خدا تیرے دانتوں کو توڑے۔

قسم ہے اس ذات کی جس خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر میرا باپ روئے زمین کے تمام گناہگاروں کی شفاعت کریں تو خدا ان کی شفاعت کو ان کے بارے میں قبول فرمائے گا کیا میرا والد جہنمی ہے۔

درحالانکہ ان کا بیٹا قسیم الجنۃ والنار (جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے) پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بیشک میرے والد کا نور قیامت کے دن ہمارے چودہ کے انوار کے علاوہ باقی سب مخلوق کے نور کو بجھا دے گا۔

چونکہ ہمارے نور کو خدا نے آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا تھا۔(٢)

(١) اصول کافی ج٣ص ٢٨٠ باب مولد النبی، شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج١٤ ص٦٧

(٢) بشارۃ المصطفی ص ٣١١، ٣١٢، امالی شیخ طوسی ج١ ص٣١١، کنز الفوائد ص ٨٠، غایۃ المرام، الیقین فی اصول الدین ص ٤٣٣، ٤٣٤ و بحار الانوار ج٣٥ ص٦٩ و کتب دیگر

دلیل نہم:

عن ابی عبدالله انه قال یایونس مایقول الناس فی ابی طالب قلت جعلت فداک یقولون هوفی ضحضاح من نار یغلی منهام رأسه فقال کذب اعداء الله ان ابی طالب من رفقاء النبین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا.

امام جعفر صادقؑ نے یونس بن نباتہ کو فرمایا کہ لوگ ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں لوگ کہتے ہیں کہ ابوطالب علیہ السلام (نعوذ باللہ) جہنم میں ہیں تو آپؑ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے دشمن جھوٹ کہتے ہیں بتحقیق ابوطالب علیہ السلام نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھیوں سے ہیں اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔(١)

دلیل دہم۔ امام رضا علیہ السلام کا فرمان:

کراجکی نے اپنی اسناد کے ساتھ شیخ صدوق سے انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ عبدالعظیم علوی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام رضاؑ کی خدمت میں خط لکھا جس میں انہوں نے اس روایت اہل سنت کے بارے میں سوال کیا کہ جس میں ابوطالب علیہ السلام کے جہنمی ہونے کا ذکر آیا ہے تو امام رضاؑ نے انکی طرف لکھ کر بھیجا۔ (**بسم الله الرحمن الرحیم) امابعد ان شککت فی ایمان ابی طالب کان مصیرک الی النار.**

بتحقیق اگر تم نے ابوطالب علیہ السلام کے ایمان میں شک کیا تو تو جہنم کے راستے کی طرف جا رہا ہے۔(٢)

(١) کنز الفوائد ص ٨٠، الغدیر ج٧ ص ٣٩٤ و کتب دیگر

(٢) بحار الانوار ج٣٥ ص ١١١، شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج١٤ ص ٦٨. پرھے کہ ابان بن محمد نے خط لکھا تھا، نوٹ ممکن ھے کہ دونوں نے امام رضاؑ کی خدمت میں خط لکھا ھو. جیسا کہ بحار الانوار ج٣٥ ص ١١٠ پر ھے باختلاف الفاظ منقول ھے.

دلیل یازدہم۔حضرت ابوطالب علیہ السلام کے اشعاران کے ایمان پر منہ بولتا ثبوت ہیں۔

دلیل دوازدہم۔امامیہ اوراکثر زیدیہ کااس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام موحد مسلمان تھے۔اوراہل سنت کے محقق اور منصف مزاج علماء ابوالقاسم بلخی اورابوجعفراسکافی وغیرہ بھی حضرت ابوطالبؑ کے اسلام کے قائل تھے۔(۱)

دلیل سیزدہم۔رسول خداؐ کا نکاح ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؑ کے ساتھ حضرت ابوطالبؑ نے پڑھاتھا۔ جس میں انہوں نے خدا کی حمد کی ہے بعبارت دیگرانکے خطبہ کے الفاظ انکے موحدومسلمان ہونے پرواضح دلالت کررہے ہیں۔

دلیل چہاردہم۔حضرت ابوطالب علیہ السلام کااپنے بیٹے حضرت جعفرؑ کوحضورؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کاحکم دیناانکے ایمان کی دلیل ہے۔(۲)

دلیل پانزدہم۔حضرت علیؑ نے اپنے دشمنوں کوانکے آباؤاجداد کے کفروضلال اور پست ہونے کاطعنہ دیاتھا۔لیکن دشمنان امیرالمومنینؑ نے انتہائی عداوت اوران پرسب کرنے کے باوجودابوطالب علیہ السلام کے کفرکاطعنہ نہیں دے سکےاور یہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کے مومن ہونے پر پختہ دلیل ہے۔

---

(۱) شرح نهج البلاغه لابن ابی الحدید ج۱۴ ص ۶۵،۶۶ نوٹ:مقام میں خود ابن حدید نے انصاف سے کام نہیں لیااورتوقف کیاهے حالانکه حضرت ابوطالبؑ کے ایمان پرواضح دلائل موجود هیں کمالایخفی

(۲) کنز الفوائد ص ۷۹،وکتب دیگر

اقوال علماءشیعہ:

حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں شیعہ علماء کاعقیدہ۔

۱۔کلام شیخ صدوقؒ: جناب شیخ صدوق فرماتے ہیں بتحقیق حضرت ابوطالبؑ مومن تھے لیکن انہوں نے (مصلحت کی خاطر)اپنے ایمان کوچھپائے رکھاتاکہ رسول خداؐ کی زیادہ سے زیادہ مدد کرسکیں۔(۱)

نیز جناب شیخ صدوق آباءمعصومین علیھم السلام کے بارے میں اپنے رسالہ اعتقادات میں فرماتے ہیں۔اعتقادنا فیھم انھم مسلمون من آدمؑ الی عبداللهؑ وان اباطالبؑ کان مسلماو آمنةبنت وهب کانت مسلمةوقال النبیؐ اخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدمؑ.

وقدروی ان عبدالمطلب کان حجةواباطالبؑ کان وصیة.(۲)

کہ ہمارا عقیدہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ وہ حضرت آدمؑ سے لےکر حضرت عبداللہ علیہ السلام تک اورحضرت ابوطالبؑ اورحضورؐ کی والدہ گرامی آمنہ بنت وہبؑ یہ سب مسلمان وموحد تھے۔

اورحضورؐ نے فرمایا: میں حضرت آدمؑ سے لیکراپنے والدگرامی تک نکاح کے ذریعہ متولد ہوا ہوں۔

---

(۱) کمال الدین ج۱ ص ۱۷۴

(۲)الاعتقادات فی دین الامامیة،باب الاعتقادفی آباء النبیؐ.

شیخ صدوق پھر فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام حجت تھے اور حضرت ابوطالبؑ انکے وصی تھے۔

کلام شیخ مفیدؒ:

اتفقت الامامیة علی ان آباء رسول اللهؐ من لدن آدم الی عبدالله بن عبدالمطلب مومنون بالله عزوجل موحدون له الی ان قال واجمعوا علی ان عمه اباطالب رحمة الله مات مومنا.(۱)

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول خداؐ کے آباء طاہرینؑ حضرت آدمؑ سے لیکر عبداللہ بن عبدالمطلب تک سب مومن، موحد اور خدا پر ایمان رکھتے تھے۔ اور شیعہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ انکے چچا بزرگوار حضرت ابوطالبؑ مومن فوت ہوئے۔

کلام شیخ طبرسیؒ:

وقد ثبت اجماع اهل بيت عليهم السلام على ايمان ابى طالب واجماعهم حجة لانهم احد الثقلين اللذين امر النبیؐ بالتمسك بهما.(۲)

مفسر قرآن علامہ طبرسی فرماتے ہیں: کہ اہل بیت علیہم السلام کا اجماع حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ایمان پر ثابت ہے اور ان کا اجماع حجت ہے کیونکہ وہ ثقلین میں سے ایک ہیں جن کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم رسول خداؐ نے دیا ہے۔

(۱) اوائل المقالات ص ۴۵
(۲) مجمع البیان ج ۴ ص ۴۴۴

کلام علامہ مجلسیؒ:

وقد اجمعت الشيعة على اسلامه وانه قد آمن بالنبیؐ فی اول الامر ولم يعبد صنما قط بل كان من اوصياء ابراهيم عليه السلام واشتهر اسلامه من مذهب الشيعة حتى ان المخالفين كلهم نسبوا ذلك اليهم وتواترت الاخبار من طرق الخاصة والعامة فی ذلك وصنف كثير من علمائنا ومحدثينا كتابا منفردا فی ذلك كما لا يخفى على من تتبع كتب الرجال.(۱)

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ شیعہ کا اجماع حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ایمان پر ہے کہ وہ پیغمبر اسلامؐ پر ابتدا ہی میں ایمان لائے تھے۔ اور انہوں نے کبھی بھی بت کی پوجا نہیں کی بلکہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء سے تھے اور ان کا اسلام مذہب شیعہ میں مشہور ہے حتیٰ کہ مخالفین نے بھی اس بات کی نسبت انکی طرف دی ہے اور اس بارے میں روایات خاصہ، عامہ متواتر ہیں۔

اور ہمارے کثیر تعداد میں علماء اور محدثین نے اس بارے میں مستقل کتابیں لکھیں ہیں جیسا کہ جو شخص کتب رجال کی تتبع رکھتا ہے اس پر مخفی نہیں ہے۔

کلام علامہ سید عبداللہ شبر:

علامہ شبر فرماتے ہیں: کہ نبی اکرمؐ کے والدین اور حضرت ابوطالب علیہ السلام کے مومن ہونے کا اعتقاد رکھنا واجب ہے چونکہ اس بات پر شیعہ کا اجماع ہے اور انہوں نے اس مطلب پر سنی، شیعہ کی روایات کو انکے طرق سے نقل کیا ہے۔

(۱) بحار الانوار ج ۳۵ ص ۱۳۸

(اور دوسری دلیل دی یہ کہ) چونکہ خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے۔(والذین آووا و نصروا اولئک هم المومنون حقا)۔ (۱) اور موافق ومخالف کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی اکرمؐ کو پناہ دی اور انکی نصرت کی وہ حضرت ابو طالب علیہ السلام ہیں۔

کیفیت استدلال: (۱) رسول خداؐ کو حضرت ابو طالب علیہ السلام نے پناہ دی۔ (صغریٰ) (۲) جس نے رسول خداؐ کو پناہ دی وہ مومن ہے۔ (کبریٰ) نتیجہ یہ نکلا کہ پس حضرت ابو طالب علیہ السلام مومن ہیں۔

خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: (الم یجدک یتیما فآوی) (۲) کیا اس نے تمہیں یتیم پاکر (ابو طالب علیہ السلام کی) پناہ نہ دی؟ (ضرور دی)

سنی مفسر اس آیت کے معنی کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم صغیر نہیں پایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی فوت ہو گئے۔

اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوئی مال نہیں چھوڑا اور نہ ہی پناہ پس اس نے آپؐ کے لئے پناہ گاہ قرار دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپکے چچا بزرگوار حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ساتھ ملا دیا یہاں تک کہ انہوں نے حضورؐ کی بہترین تربیت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخارج برداشت کئے۔ (۳)

(۱) سورہ مبارکہ انفال آیت (۷۴)
(۲) سورہ مبارکہ الضحیٰ آیت (۶)
(۳) مختصر تفسیر القرآن الکریم للخازن، اختصار محمد علی قطب ج ۲ ص ۱۲۳۰ طبع بیروت

کلام محدث کاشانیؒ:

محدث کاشانی شیخ صدوق کی کتاب کمال الدین سے نقل کرتے ہیں: کہ پیغمبر اسلامؐ کی معرفت رکھنے والوں اور ان کے انتظار کرنے والوں میں سے حضرت عبد المطلب علیہ السلام اور حضرت ابو طالب علیہ السلام تھے یہ دونوں بزرگوار پیغمبر اسلام کی شان کی معرفت کی نسبت اعرف العلماء اور اعلم العلماء تھے۔ اور یہ دونوں اس چیز کو (مصلحت کی وجہ سے) جہال، کفار اور گمراہ لوگوں سے کتمان کرتے تھے۔ (۱)

اور یہ دونوں پیغمبر اسلام کی انتہائی تعظیم کرتے تھے اور حضرت عبد المطلب علیہ السلام فرماتے تھے بخدا قسم بتحقیق ان کی (یعنی میرے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) بڑی شان و منزلت ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم پر ایک دن آئیگا کہ وہ تمہارے سردار ہونگے۔ پھر انہوں نے آنجنابؐ کی تربیت اور حفاظت اور (متابعت) کی وصیت حضرت ابو طالب علیہ السلام کو کی اور انہوں نے اس کو قبول کیا اور خدا کو اس پر گواہ کیا۔ محدث کاشانی نے کلام صدوق کے علاوہ معصومینؑ کی روایات کو بھی مذکورہ کتاب سے نقل کیا ہے۔

اقول:

بندہ کے نزدیک حضرت ابو طالب علیہ السلام ایمان کے بلند مرتبہ پر فائز، موحد اور مومن کامل تھے اور دین اسلام کی تبلیغ و ترویج میں پیغمبر اسلامؐ کے سخت حامی و مددگار تھے۔

مصلحت کی خاطر جاہلوں سے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا تاکہ پیغمبر اسلامؐ کی زیادہ سے زیادہ مدد کرسکیں چونکہ اگر وہ علی الاعلان اپنے ایمان کا اظہار کر دیتے تو کفار ان کے مقابلے میں بھی آجاتے جیسا کہ پیغمبر اسلامؐ کے مقابلے میں آگئے تھے۔

(۱) علم الیقین فی اصول الدین ج ۱ ص ۶۳۲

چنانچہ مومن آل فرعون نے اپنے ایمان کو چھپایا تھا اور اس ذریعہ سے حضرت موسیٰ کی مدد کی تھی۔ اگر وہ بھی اپنے ایمان کو ظاہر کر دیتا تو حضرت موسیٰ کی مدد نہ کر سکتا۔

اگر اہل سنت کے علماء اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام پر ہرگز کفر کا الزام نہ لگاتے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے بعض علماء جو اس امر کی طرف متوجہ ہوئے ہیں وہ ایمان ابو طالب علیہ السلام کے قائل ہوئے ہیں۔

چنانچہ اہل سنت کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آخر وقت میں اپنے ایمان کا اظہار بھی کر دیا تھا۔

فنظر العباس اليه وهو يحرك شفتيه فاصغى اليه فقال يا ابن اخي والله لقد قال اخي الكلمة التي امرته ان يقولها.

عباس نے ان کی طرف یعنی (حضرت ابو طالب علیہ السلام کی طرف) نگاہ کی اور وہ اپنے لبوں کو حرکت دے رہے تھے پس انہوں نے کان لگا کر سنا اور کہا اے میرے بھائی کے بیٹے بخدا قسم جس کلمہ پڑھنے کا آپ نے ان کو حکم دیا ہے وہ اس کو پڑھ رہے ہیں۔ (۱)

نقش انگشتر حضرت ابو طالب علیہ السلام:

منقول ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی انگھوٹی پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ** نقش تھا۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ وہ (حساب) جمل کے ساتھ اسلام لائے، جیسا کہ اصول کافی ج ۳ ص ۲۹۰ باب مولد النبیؐ میں ہے۔

---

(۱) فتح الباری ج ۷ کتاب مناقب الانصار ص ۲۳۴، تفسیر روح المعانی جزء ۱۱ ص ۳۳، شرح نہج البلاغہ لا بن ابی الحدید ج ۱۴ ص ۷۱ بااختلاف الفاظ و کتب دیگر

مروی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضورؐ سے پہلے آخری وصی کون تھے؟

تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میرے باپ (حضرت ابو طالب علیہ السلام وصی تھے)۔ (۱)

خلاصہ یہ کہ:

حضرت ابو طالب علیہ السلام عظیم المنزلت شخصیت تھے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی انتہائی معرفت رکھتے تھے اور رسول خداؐ کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور آنجنابؐ کی حفاظت کی خاطر آپ کو اپنے بیٹوں کے بستر پر منتقل کر دیتے تھے تاکہ خدانخواستہ رات کو اگر کوئی دشمن حملہ آور بھی ہو جائے تو میرے بیٹے مارے جائیں اور پیغمبر اسلام کی جان بچ جائے۔

حضرت یوسفؑ جب اپنے شاہی لباس میں تھے اور اپنے والد بزرگوار کے استقبال کے لئے آئے اپنے مرکب سے اتر کر استقبال نہیں کیا تو حضرت جبرائیلؑ نے حضرت یوسفؑ کو کہا کہ اپنا ہاتھ نکالو تو انہوں نے ان کا ہاتھ دبایا تو ایک نوران کے ہاتھ سے خارج ہوا حضرت یوسفؑ نے کہا یہ کیا ہے فرمایا یہ نور نبوت تھا آپ نے چونکہ اپنی سواری سے اتر کر اپنے بوڑھے باپ کا استقبال نہیں کیا (ترک اولیٰ کیا ہے) لہٰذا خدا نے آپ کی نسل سے نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ (۲)

کیا عظمت ہے جناب عمران علیہ السلام کی کہ خدا نے ان کی نسل میں بارہ معصوم امام قرار دیئے ہیں۔ یہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا صلہ۔ (سبحان اللہ)

---

(۱) الغدیر ج ۷ ص ۵۲۴ چاپ مرکز الغدیر قم

(۲) علل الشرایع، شجرہ طوبی ج ۲ ص ۴۰۹، نفائس الاخبار ص ۳۳۰

دفع الشبہات عن ایمان سیدنا ابی طالب علیہ السلام

اما الآیات:

انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآء وھو اعلم بالمھتدین. (۱)

پیغمبرؐ بیشک آپ جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور وہ ان لوگوں سے خوب باخبر ہے جو ہدایت پانے والے ہیں۔

اہل سنت کے اکثر مفسرین نے اس آیت کا مصداق ابوطالب علیہ السلام کو ٹھہرانے کی کوشش کی ہے۔ ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایت کا حوالہ دیا ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کی وفات کے وقت حضورؐ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو کلمہ پڑھنے کا کہا تو انہوں نے (نعوذ باللہ) قریش کے طعنہ کی وجہ سے ظاہرا انکار کیا اور کہا کہ میں ملت عبدالمطلب علیہ السلام پر ہی ہوں۔

اما الجواب:

اولاً:

تو ابن عباس ہجرت سے تین سال پہلے متولد ہوئے ہیں۔ اور حضرت ابوطالب علیہ السلام کی وفات بھی ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی ہے۔ تو اس بناء پر ان کی وفات کے وقت ابن عباس بناء بر تولد شیر خوار تھے۔ اور ابوہریرہ سات ہجری کو اسلام لایا لہٰذا وہ اس وقت کافر تھا، اور یمن میں تھا۔

پس اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ (نعوذ باللہ) حضرت ابوطالب علیہ السلام نے کلمہ نہیں پڑھا۔

(۱) سورہ مبارکہ قصص آیت (۵۶)

وثانیاً:

ابوہریرہ کی روایت کے سلسلہ سند میں یزید بن کیسان ہے جس کے بارے میں علی بن مدینی نے قطان سے نقل کیا ہے کہ یہ شخص قابل اعتماد نہیں ہے۔ (۱)

وثالثاً:

یہ آیت عام ہے اور اس میں کسی فرد کی طرف اشارہ نہیں ہے۔

ورابعاً کما عن بعض:

برفرض اگر حضرت ابوطالب علیہ السلام کی طرف ہی اشارہ بھی ہو تو اختلاف بین مرضی رسول اور مرضی خدا لازم آتا ہے وہو کما تری۔ جس طرح رسول خداؐ، خدا کے اوامر اور نواہی کی مخالفت نہیں کر سکتے اس کے ارادہ کی مخالفت بھی نہیں کر سکتے۔ (فتامل)

وخامساً:

خود اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ آیت ۵۷ سورہ قصص، حارث بن عثمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آیت کا سیاق وحدت پر دلالت کر رہا ہے۔ (فتامل جیداً)

(۱) تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۵۶

نوٹ!

اما اہل سنت کی روایت کہ میں ملت عبدالمطلب پر ہی ہوں فرضاً اگر یہ روایت درست بھی ہو تو پھر بھی مقام میں مضر نہیں ہے چونکہ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام بھی موحد و مسلمان تھے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ اور حضرت علیؑ کے والدین اور انکے آباؤ اجداد تا حضرت آدمؑ سب موحد و مسلمان تھے ان میں سے کوئی بھی کافر نہیں تھا۔ فافھم جیداً۔

آیت دوم:

وهم ينهون عنه وينؤن عنه وان يهلكون الاانفسهم ومايشعرون (۱)

یہ لوگ دوسروں کو قرآن سے روکتے ہیں اور خود بھی دور بھاگتے ہیں حالانکہ یہ اپنے ہی کو ہلاک کر رہے ہیں اور انہیں شعور تک نہیں ہے۔نواصب نے اس آیت کا رخ بھی حضرت ابوطالب علیہ السلام کی طرف موڑا ہے اور کہا ہے کہ ابن عباس کی روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

والتحقیق فی ذلک:

اس آیت کے نزول کے بارے میں اہل سنت کے دو قول ہیں۔

۱۔کہ یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور علماء اہل سنت نے کہا ہے کہ یہ قول محمد بن حنفیہ، قتادہ، مجاہد، ضحاک وغیرہم کا ہے حافظ ابن کثیر دمشقی نے کہا ہے کہ یہ قول اظہر ہے۔(۲)

زمخشری اور رازی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

۲۔اہل سنت کا دوسرا قول یہ کہ یہ آیت حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ ابن عباس کی روایت میں آیا ہے۔**رواه سفيان الثوري عن حبيب بن ابي ثابت عمن سمع ابن عباس** (۳)

اس روایت کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے سلسلہ سند میں سفیان اور حبیب بن ابی ثابت ہیں۔

(۱)انعام .(۲۶)

(۲)تفسیر ابن کثیر دمشقی ج ۲ ص ۶۵۵ طبع دار الفکر

(۳)تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۶۵۵

سفیان مدلس تھا اور آخر میں اختلاط کا شکار بھی ہو گیا تھا۔(۱)

حبیب بن ابی ثابت مدلس تھا لذا یہ روایت قابل اعتماد نہیں ہے۔**قال ابن خزيمة فی صحيحه كان مدلساً،قال ابن حبان فی الثقات كان مدلساً.** (۲)

اگر یہ کہا جائے کہ اس راوی کی توثیق بھی آئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس کے بارے میں تعدیل اور جرح وارد ہوئی ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ جرح، تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔پس یہ دوسرا قول خود اہل سنت کے مبنی کے مطابق بھی باطل ہے۔

وثانیاً۔حبیب بن ابی ثابت اور ابن عباس کے درمیان روایت میں ارسال پایا جاتا ہے۔

نوٹ:

بعض مفسرین اہل سنت نے سعید بن ابی حلال کا قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضورؐ کے چچوں کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ دس تھے۔ظاہر میں وہ حضورؐ کے ساتھ تھے اور باطن میں سخت ان کے مخالفت تھے۔(۳)

والتحقیق فی ذلک:

علماء عامہ لکیر کے فقیر نظر آتے ہیں ہر روایت کے سامنے تسلیم ہو جاتے ہیں۔اور درایت کی زحمت نہیں کرتے۔

(۱)میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۶۰، ۳۶۱

(۲)تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۱۷۹

(۳)تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۶۵۵ ،تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۱۵۹ طبع دار الفکر بیروت

حالانکہ ان دس میں حضرت حمزہؓ بھی ہیں اور وہ مبعث کے دوسرے سال میں مسلمان ہو چکے تھے۔ (۱)
تو پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ باطن میں انکے مخالفین سے تھے۔
اگر یہ کہا جائے کہ وہ مبعث کے چھٹے سال میں مسلمان ہوئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت کے علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ قول میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ (۲)
وثانیاً: ابولہب ظاہر میں بھی مخالف تھا اور باطن میں بھی مخالف تھا۔
اور حضرت ابوطالب علیہ السلام بنی ہاشم کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور انکی تصدیق کا حکم دیتے تھے۔ (۳) اور انکے اشعار انکے باطنی ایمان کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔
خلاصہ یہ کہ یہ آیت بھی تسلسل کے ساتھ مشرکین ہی کے بارے میں ہے یعنی اگر سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مراد عام کفار ہیں یہی وجہ ہے آیات میں صیغے بصورت جمع استعمال ہوئے ہیں۔
اگر چہ بعض، بنی امیہ کے نمک خوار مفسرین نے اس سلسلہ سے الگ کر کے حضرت ابوطالب علیہ السلام کی طرف موڑ دیا ہے کہ وہ لوگوں کو نعوذ باللہ رسول خداؐ سے روکتے تھے۔ اور خود ان سے دور بھاگتے تھے حالانکہ یہ بات تاریخی حقائق کے سراسر خلاف اور بنی امیہ کے فتنہ کا کھلا ہوا اعلان ہے۔
حالانکہ اہل سنت کی تفسیر مختصر تفسیر القرآن (۴) کے الفاظ یہ ہیں۔ (نزلت فی کفار مکہ کانوا یمنعون الناس عن الایمان بمحمدؐ وعن الاجتماع بہ وینھونھم عن استماع القرآن

(۱) الاستیعاب ج ۱ ص ۲۷۱ باب حمزہؑ۔
(۲) الاستیعاب ج ۱ ص ۲۷۱ باب حمزہؑ۔
(۳) تذکرۃ الخواص ص ۵ وکتب دیگر۔
(۴) مختصر تفسیر القرآن ج ۱ ص ۳۴۸، ۳۴۹، طبع بیروت

یہ آیت مکہ کے کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ لوگوں کو حضرت محمدؐ پر ایمان لانے اور انکے پاس اکٹھا ہونے سے منع کرتے تھے اور لوگوں کو قرآن سننے سے بھی روکتے تھے۔
آیت سوم:
وماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ماتبین لھم انھم اصحاب الجحیم. (۱)
مفسرین اہل سنت نے اس آیت کے بارے میں تین احتمال دیئے ہیں۔
۱۔ بعض مسلمانوں نے اپنے مشرک بزرگوں کے بارے میں استغفار کی خواہش پیغمبرؐ سے کی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ جائز نہیں ہے۔ (۲)
۲۔ اہل سنت کا دوسرا قول یہ کہ رسول خداؐ نے خود اپنی والدہ اور والد کے بارے میں (خدا سے) استغفار کی اجازت مانگی تو آیت نازل ہوئی۔ ابوہریرہ اور بریدہ نے کہا ہے کہ حضورؐ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو اپنی والدہ گرامی کی قبر پر آئے اور وہاں پر کھڑے رہے اس امید پر کہ ان کو استغفار کا اذن دیا جائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳)
۳۔ اہل سنت کا تیسرا قول یہ ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں استغفار کرنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ تیسرا قول ہر حال باطل ہے کیونکہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہو چکا تھا اور یہ سورہ مدینہ منورہ میں ۹ ہجری میں نازل ہوئی تو اس وقت تک حضورؐ کا طرز عمل کیا تھا؟

(۱) سورہ توبہ (۱۱۳)
(۲) تفسیر ابن کثیر دمشقی ج ۲ ص ۸۸۵
(۳) معالم التنزیل ج ۳ ص ۶۹

یہی وجہ ہے اس آیت کا حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں نزول کو حسین بن فضل نے بعید شمار کیا ہے۔ چونکہ انکے بقول حضرت ابوطالب علیہ السلام کی رحلت ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی اور یہ سورہ اواخر میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہذا اولاً۔(۱)

وثانیاً:

یہ تیسرا قول اہل سنت خود انکے دوسرے قول کے ساتھ ٹکرا رہا ہے۔اور یہاں پر ضمناً دوسرے قول کا بطلان بھی واضح ہوگیا۔اور یہ آیت درحقیقت تازہ مسلمانوں کے تقاضے کے بارے میں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے اور حضرت ابوطالب علیہ السلام کا نام صرف بنی امیہ کے محدثین نے بغض علیؑ کے انتقام میں شامل کر دیا ہے۔کلمہ نہ پڑھنے والی روایت کے سلسلہ سند میں سعید بن میسب ہے جو کہ امیر المومنین علیؑ سے منحرف تھا۔(۲)

اضعف الی ذلک :اہل سنت کا ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں استغفار سے مراد کافروں پر نماز جنازہ پڑھنے کی نہی ہے۔(۳)

نوٹ:

سورہ بقرہ کی آیت (۱۱۹) یہود کے بارے میں نازل ہوئی چنانچہ مقاتل کا قول بھی یہی ہے۔

(۴) خلاصہ یہ کہ یہ آیت بھی حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں نہیں ہے۔

---

(۱)تفسیر روح المعانی جزء ۱۱ ص ۳۳

(۲)شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۴ ص ۱۰۱

(۳)تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۵۹۶

(۴)الجامع لاحکام القرآن الجزء الثانی ص ۹۲

سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ (لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم) جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تم انکو اللہ اور اسکے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے نہ دیکھو گے اگر چہ وہ انکے باپ، دادا، بیٹے، بھائی یا خاندان ہی کے لوگ (کیوں نہ) ہوں۔

میں تصریح سے موجود ہے کہ جو لوگ خدا اور اسکے رسول کے دشمن ہیں۔مومنین ان سے محبت نہیں کرتے اگر چہ وہ انکے آباء ہی کیوں نہ ہوں۔اور یہ آیت مدینہ میں سورہ اسراء کی کہ جس میں آیت استغفار ہے سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ بلکہ بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت بدر کے دن دوسری ہجری میں نازل ہوئی تھی بعض نے احد کا کہا ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ، یا اس کا بعض مکی ہے۔تو ان تمام اقوال کو ملاحظہ کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ سورہ مجادلہ کی آیت، آیت استغفار سے پہلے نازل ہو چکی تھی تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول خداؐ (نعوذ باللہ) کافر کے لئے استغفار کرتے رہے ہوں۔

نیز دیگر کئی آیات بھی آیت استغفار سے پہلے نازل ہو چکیں تھیں جن کی تفصیل کو مطولات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اما: طبقات ابن سعد کی روایت کہ (جعل الرسول یستغفر لہ ایاما ولا یخرج من بیتہ حتیٰ نزل جبرائیل بھذا الآیۃ ما کان للنبیؐ .....الخ۔

کا جواب بھی واضح ہے۔کہ یہ آیت سورہ براءۃ کی ہے جو کہ اواخر میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

اور اس روایت میں ایام کا ذکر آیا ہے حالانکہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کی وفات مکہ میں ہوئی تو درمیان میں کم سے کم دس سالوں کا فاصلہ ہے تو کئی سالوں کو ایام کیسے تعبیر کیا جا سکتا ہے تو اس سے واضح ہو گیا ہے کہ یہ بنائی ہوئی بات ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔اور یہ آیت استغفار حضرت

ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

اہل سنت کی پیش کردہ روایات از صحیح بخاری:

صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے ھو صحصاح من نار و فتح الباری شرح صحیح البخاری اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے سلسلہ سند میں سفیان ہے جو کہ مدلس تھا۔(۱)

اہل سنت کی دوسری روایت:

کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی موت کے وقت حضورؐ نے انکو کلمہ پڑھنے کا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ میں ملت عبدالمطلب علیہ السلام پر ہوں۔ (کمافی البخاری، کتاب المناقب الانصار)

اس روایت کے سلسلہ سند میں سعید بن مسیب ہے جس کے بارے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ شخص حضرت علی علیہ السلام سے منحرف تھا۔(۲)

اور امام زین العابدین علیہ السلام کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔ خشرم (مولی اشجع) نے اسکو کہا کہ رجل صالح پر بیت صالح میں نماز کیوں نہیں پڑھا تو سعید بن مسیب نے جواب میں کہا کہ میرا دو رکعت نماز یہاں مسجد میں پڑھ لینا اس رجل صالح (نیک آدمی) کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہتر ہے۔(۳)

مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ سعید بن مسیب خارجی تھا۔(۴)

(۱) میزان الاعتدال ج۲ ص ۳۶۰

(۲) شرح نہج البلاغہ حدیدی ج۴ ص ۱۰۱

(۳) طبقات کبریٰ لابن سعد ج۵ ص ۲۲۲ طبع بیروت

(۴) معجم رجال الحدیث ج۸ ص ۱۳۸

اہل سنت کی تیسری روایت:

عن ابی سعید الخدری انه سمع رسول اللهؐ وذکر عنده عمه ابو طالب فقال لعله تنفعه شفعاعتی یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیه یغلی منه ام دماغه . (کمافی البخاری، فی کتاب الرقاق)

اما الجواب:

اس روایت کے سلسلہ سند میں الدراوردی ہے یعنی عبدالعزیز بن محمد الدراوردی جس کے بارے میں ابو حاتم نے کہا ہے **لایحتج به**۔(۱) اس کی حدیث قابل احتجاج نہیں ہے اور ابو زرعہ نے کہا ہے سئی الحفظ (۲) کہ اسکا حافظہ خراب تھا۔ احمد بن حنبل نے کہا جب یہ حفظ سے بیان کرے تو وہ کوئی شئی نہیں ہے۔ کمافی المیزان ایضاً۔

اور نسائی نے ایک قول میں کہا ہے کہ یہ شخص قوی نہیں ہے۔ **قال النسائی لیس بالقوی**۔(۳)

اہل سنت کی چوتھی روایت:

قالوا فی روایة ناجیة بن کعب علی ماروا ه سفیان عن ابی اسحاق السبیعی انه لما مات ابو طالب جاء علیؑ عندالنبیؐ وقال ان عمک الشیخ الضال قدمات کمافی الاصابة. ابی اسحاق نے کہا ہے کہ جب حضرت ابو طالب علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت علیؑ حضورؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا (نعوذ باللہ) گمراہ بوڑھا چچا فوت ہو گیا ہے۔

(۱) میزان الاعتدال ج۳ ص ۳۴۸ طبع دار الفکر العربی

(۲) میزان الاعتدال ج۳ ص ۳۴۸، تہذیب التہذیب ج۶ ص ۳۵۴

(۳) تہذیب التہذیب ج۶ ص ۳۵۴

والتحقیق فی ذلک:

اس روایت کا راوی ابو اسحاق (یعنی عمرو بن عبداللہ) ہے جس کے بارے میں ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا ہے کہ وہ مدلس تھا اور اسی طرح حسین الکرابیسی اور ابو جعفر الطبری نے اسکو مدلسین میں شمار کیا ہے۔(۱)

اور یہ نسیان کا بھی شکار ہو گیا تھا۔ اور معاویہ کا نمک خوار تھا۔(۲)

نیز اس روایت کے سلسلہ سند میں ایک راوی سفیان ہے جو کہ مدلس تھا اور آخر میں اختلاط کا شکار بھی ہو گیا تھا۔(۳)

اور اس روایت کے سلسلہ سند میں ایک راوی ناجیہ بن کعب ہے جس کو جوز جانی نے ضعفاء میں مذموم کہا ہے۔(۴)

نوٹ:

بعض نے اس کی توثیق کی بھی کوشش کی ہے لیکن امر جب دائر ہو جائے توثیق اور جرح میں تو قاعدہ یہ ہے کہ جرح مقدم ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ یہ روایت بھی گذشتہ روایات کی طرح درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔

(۱) تہذیب التہذیب ج۸ ص ۲۶
(۲) میزان الاعتدال ج۴ ص ۱۹۰
(۳) میزان الاعتدال ج۲ ص ۲۶۰ و کتب دیگر
(۴) میزان الاعتدال ج۵ ص ۳۶۴

روایات صحیح مسلم:

اہل سنت کی کتاب صحیح مسلم کی ایک روایت میں ذکر ہوا ہے۔ (وھو ضحضاح من النار ولولا لکان فی الدرک الاسفل من النار) کمافی صحیح المسلم بشرح النووی ج۲ ص۸۴۔

اما الجواب: اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن عبدالملک ہے اولاً تو وہ بنی امیہ کا طرفدار ہے۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں اموی راوی سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

وثانیاً: اس کے بارے میں ابوداؤد نے کہا ہے۔ لم یکن بمحکم العقل۔(۱)

نیز اس روایت کے سلسلہ سند میں ایک راوی عبدالملک بن عمیر ہے جس کے بارے میں ذہبی نے کہا ہے کہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ نیز ابو حاتم نے کہا ہے کہ وہ حافظ نہیں تھا اور اسکا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ اور احمد نے کہا ہے کہ وہ ضعیف ہے اور غلطیاں کرتا تھا، ابن معین نے اسے مخلط کہا ہے۔

ابن خراش نے کہا ہے کہ شعبہ اس پر راضی نہیں تھا۔ کوسج نے احمد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسکو انتہائی ضعیف کہا ہے۔(۲)

علی بن حسن ہسنجانی نے احمد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ عبدالملک انتہائی مضطرب الحدیث ہے۔ اور تھوڑی روایات نقل کی ہیں۔ اور ان میں بہت غلطیاں کی ہیں۔

(۱) میزان الاعتدال ج۵ ص۷۸ طبع دار الفکر العربی
(۲) میزان الاعتدال ج۳ ص ۳۷۴

اسحاق بن منصور نے کہا ہے کہ احمد نے اسکو انتہائی ضعیف کہا ہے۔اور اسحاق بن منصور نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ مخلط تھا۔(۱)

اہل سنت کی صحیح مسلم کی دوسری روایت جس میں (العیاذ باللہ) حضرت ابو طالب علیہ السلام کے جہنمی ہونے کا ذکر آیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے سلسلہ سند میں سفیان ہے جو کہ مدلس تھا جس کا ذکر بخاری کی روایات میں گزر چکا ہے۔نیز اس کے سلسلہ سند میں عبدالملک بن عمیر ہے جس کا حافظہ آخر میں خراب ہو گیا تھا۔اور احمد نے کہا ہے کہ یہ شخص انتہائی ضعیف ہے جیسا کہ تفصیلاً پہلی روایت کے جواب میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

صحیح مسلم سے حدیث ضحضاح کے بارے میں اہل سنت کی ایک اور روایت جس میں آیا ہے کہ (فیجعل فی ضحضاح من ناریبلغ کعبیه یغلی منه دفاعه).

والتحقیق فی ذلک:اس روایت کی سند میں قتیبہ بن سعید راوی ہے جس کے بارے میں ذہبی نے کہا ہے معلوم نہیں ہے کہ یہ شخص کون ہے؟(لایدری من هو).(۲)

نیز اس روایت کے سلسلہ سند میں ایک راوی عبداللہ بن خباب ہے جس کے بارے میں جوزجانی نے کہا ہے کہ علماء اس کو نہیں پہچانتے یعنی مجہول ہے۔(قال الجوزجانی لایعرفونه).(۳)

(۱)تہذیب التهذیب ج۶ ص ۴۱۱،۴۱۲
(۲)میزان الاعتدال ج۴ص ۳۰۵
(۳)میزان الاعتدال ج۳ص ۱۲۶

نوٹ:روایت کے دیگر روات میں بھی مناقشہ کیا جاسکتا ہے لیکن روایت مذکور کی رد کے لئے اسی میں کفایت پائی جاتی ہے۔

اہل سنت کی صحیح مسلم سے دیگر روایت جس میں آیا ہے کہ (اهون اهل النار عذابا ابو طالب وهو منتعل بنعلین یغلی منهما دماغه)

اما الجواب:

اس روایت کا پہلا راوی ابو بکر بن ابی شیبہ ہے جسکو ذہبی نے مجاہیل الاسم میں ذکر کیا ہے۔

نیز اس روایت کا ایک راوی عفان ہے ظاہرا عفان بن مسلم ہے۔ابن عدی نے سلیمان بن حرب کا قول نقل کیا ہے کہ کیا گمان ہے کہ شعبہ سے عفان ضبط کرتا تھا؟ بخدا قسم اگر وہ کوشش بھی کرے کہ شعبہ سے ایک روایت ضبط کرے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے وہ بطئی اور ردئی الحفظ اور بطئی الفهم تھا۔(۱)

ابن ابی خثیمہ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ اور ابن معین سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے (عفان کے تغیر کی وجہ سے)اس کا انکار کر دیا تھا۔(۲)

خلاصہ یہ کہ اہل سنت کی جن روایات میں (العیاذ باللہ) حضرت ابو طالبؑ کے جہنمی ہونے کا ذکر آیا ہے وہ سب روایات قابل مناقشہ اور ضعیف السند ہیں۔

(۱)میزان الاعتدال ج۴ص ۱،تہذیب التهذیب ج۷ص ۲۳۴
(۲)تہذیب التهذیب ج۷ص ۲۳۴

علماء عامہ کے شبہات:

شبہ اول:

حضورؐ نے حضرت ابو طالب علیہ السلام پر نماز جنازہ نہیں پڑھی پس یہ انکے عدم ایمان کی دلیل ہے۔

جواب:

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے مکہ میں وفات پائی اور اس وقت نماز جنازہ فرض نہیں ہوئی تھی نماز جنازہ مدینہ منورہ میں انکی وفات کے بعد فرض ہوئی ہے۔ اہل سنت کے بعض علماء کی تصریح آئی ہے کہ نماز جنازہ ہجرت کے پہلے سال میں فرض ہوئی ہے۔ (۱)

اور ابو طالب علیہ السلام کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ (۲) یہی وجہ ہے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ (سلام اللہ علیہا) پر بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی (۳) چونکہ حضرت ابو طالب علیہ السلام

اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ (سلام اللہ علیہا) کی وفات ایک ہی سال میں ہوئی ہے۔

نوٹ: حضرت خدیجۃ الکبریٰ (سلام اللہ علیہا) کی رحلت حضرت ابو طالب علیہ السلام کی وفات سے تین دن بعد ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے اس سال کا نام عام الحزن (غم کا سال) رکھا تھا۔

(۱) سیرۃ حلبیہ ج۲ ص ۴۱ طبع دار المعرفۃ بیروت
(۲) سیرۃ حلبیہ ص ۴۰
(۳) سیرۃ حلبیہ ج۲ ص ۴۰

دوسرا شبہ:

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت جعفر علیہ السلام نے حضرت ابو طالب علیہ السلام کا ترکہ نہیں پایا یعنی میراث کو نہیں لیا پس (العیاذ باللہ) یہ انکے عدم ایمان کی دلیل ہے۔

جواب:

اولاً: تو مستشکل (اعتراض کرنے والا) حکم میراث سے جاہل ہے کیونکہ مسلمان، کافر کی میراث پاتا ہے اور کافر، مسلمان کی میراث نہیں لے سکتا۔

اخرج احمد بن منیع بسند قوی عن معاذ انه کان یورث المسلم من الکافر بغیر عکس. (۱) احمد بن منیع نے قوی سند کے ساتھ معاذ سے نقل کیا ہے کہ مسلمان، کافر کا وارث ہوتا ہے اور اسکا عکس نہیں ہے۔

وثانیاً: یہ روایت جس میں حضرت علیؑ اور حضرت جعفرؑ نے ترکہ سے کوئی چیز نہیں لی یہ روایہ ہمارے مسلک امامیہ کے نزدیک، من گھڑت اور جعلی ہے جیسا کہ سنی عالم ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب میں امامیہ کے اس نظریہ کو درج کیا ہے۔ (۲)

وثالثاً: بر فرض یہ روایت صحیح بھی ہو تو ممکن ہے عدم حاجت، یعنی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے نہ لیا ہو اور اس مال کو باقی ورثہ کے لئے ارفاق کی خاطر چھوڑ دیا ہو۔

ورابعاً: ممکن ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے اپنا مال اپنی بعض اولاد کو ہبہ کر دیا ہو۔

(۱) فتح الباری ج۱۲ ص ۱۵ طبع قاهره.
(۲) شرح نهج البلاغه ابن ابی الحدید ج۱۴ ص ۶۹

خلاصۂ دلائل ایمان ابی طالب علیہ السلام:

۱۔آل محمد علیہم السلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام مومن تھے اور ان کا اجماع حجت ہے چونکہ وہ ثقلین میں سے ایک ہیں جن کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم رسول خداؐ نے دیا ہے۔

نیز اہل بیت علیہم السلام کی اتباع میں سب شیعہ علماء کا بھی اسی بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام مومن تھے۔

۲۔حضرت ابو طالب علیہ السلام کے اشعار انکے ایمان پر دلالت کرتے ہیں کلام جب اسلام کے اقرار کو متضمن ہو تو پھر اس میں فرق نہیں ہے کہ وہ منظوم ہو یا منثور ہو۔

۳۔پیغمبر اسلامؐ کا نکاح ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کے ساتھ، حضرت ابو طالب علیہ السلام نے پڑھا اور انکے خطبہ کے الفاظ انکے موحد ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔خطبہ کے الفاظ یہ ہیں۔

(الحمدلله الذی جعلنامن زرع ابراهیم وذریة اسماعیل وجعل لنابیتامحجوجاوحرماًآمناوجعلناالحکام علی الناس وبارک لنافی بلدناالذی نحن به ثم ان ابن اخی محمد بن عبدالله لایوزن برجل من قریش الا رجح ولایقاس باحد الاعظم عنه ....الی ان قال وله والله خطب عظیم ونباشائع)۔(۱)

(۱)تاریخ یعقوبی ج۲ ص ۲۰ ،مناقب علی ابن ابی طالبؑ ابن مغازلی ص ۳۵۲،
شرح نهج البلاغه ابن ابی الحدید ج۱۴ ص ۷۰.....وکتب دیگر

۴۔قرآن کا حکم ہے کہ مؤمنہ، کافر کے ساتھ نہ رہے حال یہ کہ حضرت فاطمہ بنت اسد جو کہ مومنات سے تھیں آخر وقت تک رسول خداؐ کی موجودگی میں، حضرت ابو طالب علیہ السلام کے نکاح میں رہیں تو معلوم ہوا کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام مسلمان تھے۔

۵۔امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا(رضیت بالله ربا وبا بن اخی محمد نبیاًوبابنی علی له وصیاً) میں خدا کی توحید اور اپنے بھائی کے بیٹے محمدؐ کی نبوت اور اپنے بیٹے علیؑ کی جانشینی پیغمبرؐ پر راضی ہوں۔(۱)

خلاصہ روایات:

۱۔خداوند متعال نے بذریعہ جبرائیلؑ، رسول خداؐ کو فرمایا جس گود نے تجھے پالا ہے میں نے اس پر جہنم کو حرام قرار دیا ہے۔اور سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول خداؐ کی پرورش حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کی اور وہ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کے وصی تھے۔

۲۔امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے رسول خداؐ کو اپنے والد گرامی کی رحلت کی خبر دی تو حضورؐ نے گریہ کیا اور فرمایا جاؤ انکو غسل دو اور کفن پہناؤ اور انکو دفن کر دو خدا ان کو بخشے اور ان پر رحمت کرے۔(۲)

نوٹ: نعوذ باللہ اگر حضرت ابو طالب علیہ السلام کافر ہوتے تو حضرت علی علیہ السلام انکو غسل نہ دیتے چونکہ کافر کو مسلمان غسل نہیں دے سکتا۔

(۱)الغدیر ج۷ ص ۳۹۵ چاپ بیروت
(۲)روح المعانی جزء ۱۱ ص ۳۳

۳۔ اہل سنت کی روایت میں ہے: کہ حضرت عباس کا بیان ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے آخر وقت میں کلمہ پڑھا۔(۱)

۴۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے رسول خداؐ، حضرت ابو طالب علیہ السلام پر راضی تھے۔(۲)

۵۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا ہے: قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر میرے والد گرامی، روئے زمین کے سب گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں تو خدا ان کی شفاعت ان سب کے حق میں قبول فرمائیگا اور ان سب کو بخش دے گا۔

۶۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ایمان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں دوسرے لوگوں کا ایمان رکھدیا جائے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام کا ایمان والا پلڑا بھاری ہوگا۔

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابو طالب علیہ السلام کی مثال اصحاب کہف کی طرح ہے۔ لذا خدا نے ان کو دوہرا اجر دیا ہے۔

۸۔ امام رضا علیہ السلام نے سائل کے جواب میں فرمایا: اگر تو حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ایمان میں شک کرے گا تو تو جہنم کے راستے پر جا رہا ہے۔

محدث علامہ کراجکی نے اپنی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے مہاجر مولی نوفل یمانی سے سنا اور انہوں نے کہا میں نے ابو رافع سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے ابو طالب بن عبد المطلب سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ ان کے رب نے ان کو صلہ رحم کے ساتھ بھیجا ہے اور یہ کہ

---

(۱) فتح الباری ج۷ کتاب مناقب الانصار ص ۲۳۴، روح المعانی جزء ۱۱ ص ۳۳

(۲) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱۴ ص ۷۱

صرف خدا کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کی جائے حضرت ابو طالب علیہ السلام پیغمبر اسلام کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محمدؐ میرے نزدیک صادق اور امین ہیں۔(۱)

اعترافات صحابہ

سعید بن جبیر نے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ایمان کے بارے میں ابن عباس سے یوں نقل کیا ہے۔ کسی نے ابن عباس سے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ مسلمان تھے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا وہ کیسے مسلمان نہیں تھے؟ حالانکہ انہوں نے کہا ہے کہ بتحقیق وہ جانتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہمارا بیٹا دروغ گو نہیں ہے۔(۲)

حضرت ابو طالب علیہ السلام کی مثال اصحاب کہف کی طرح ہے۔ جنہوں نے اپنے ایمان کو چھپایا تھا اور مصلحت کی وجہ سے اپنے عقیدہ کا اظہار نہیں کیا تھا۔ تو خدا نے انکو دوہرا ثواب دیا ہے۔

ابوذر صحابیؓ سے یوں نقل ہوا ہے:

بخدا قسم کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام مسلمان فوت ہوئے۔(۳)

اہل سنت کے خلیفہ ابو بکر نے بھی حضرت ابو طالب علیہ السلام کے اسلام کا اقرار کیا ہے۔

کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام فوت نہیں ہوئے مگر یہ کہ انہوں نے شہادتین کا اقرار کیا ہے۔

(ان اباطالب مامات حتیٰ قال لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ)(۴)

---

(۱) کنز الفوائد ص ۸۱

(۲) ابو طالب مومن قریش ص ۲۷۰ و کتب دیگر

(۳) الغدیر ج۷ ص ۳۹۹، ابو طالب مومن قریش ص ۲۷۰

(۴) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱۴ ص ۷۱

اقوال اہل سنت کا خلاصہ

۱۔ بسند صحیح حضرت ابوطالب علیہ السلام سے نقل نہیں ہوا کہ انہوں نے بت کو خدا مانا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو۔(۱)

۲۔ بیشک دل میں حضرت ابوطالب علیہ السلام کا بغض رکھنا کفر ہے۔(۲)

۳۔ حضرت ابوطالب علیہ السلام کا نبوت رسول خداؐ کے بارے میں معرفت رکھنے کے بارے میں بہت ساری روایات میں ذکر آیا ہے۔(۳)

۴۔ حضورؐ کے چچوں میں حضرت حمزہؑ اور حضرت عباسؑ اسلام لائے اور اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک ابوطالب علیہ السلام بھی مسلمان تھے۔(۴)

۵۔ سہیلی کا بیان ہے کہ میں نے مسعودی کی بعض کتب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام اسلام لائے۔(۵)

۶۔ اہل سنت کے علماء، ابوالقاسم بلخی اور ابوجعفر اسکافی وغیرہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام مسلمان فوت ہوئے۔(۶)

(۱) اسنی المطالب ص ۳۷ علامہ زینی دحلان
(۲) اسنی المطالب ص ۳۳
(۳) فتح الباری ج ۲ ص ۵۷۶
(۴) جامع الاصول
(۵) فتح الباری ج ۷ ص ۲۳۵
(۶) شرح نہج البلاغہ الحدید ج ۱۴ ص ۲۶

لابن ابی الحدید

۷۔ آخر وقت میں بھی حضرت ابوطالب علیہ السلام نے اولاد عبدالمطلب کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور ان کی تصدیق کا حکم دیا۔ چونکہ کامیابی اور رشد اسی میں ہے۔(۱)

۸۔ اہل سنت کی بعض روایات میں آیا ہے کہ جب رسول خداؐ حجۃ الوادع سے واپس پلٹے تو خدا نے ان کے والدین اور چچا گرامی کو زندہ کیا، پس وہ اس پر ایمان لائے اور پھر رحلت کر گئے۔(۲)

نیز سہیلی نے روایت کی ہے کہ خدا نے حضورؐ کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔ (پھر رحلت کر گئے) اس چیز کے بارے میں اہل سنت کے بعض علماء نے اشکال کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مرنے کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین زندہ ہو گئے ہوں؟

تو اہل سنت کے مفسر علامہ قرطبی ان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان دونوں کا (یعنی والدین رسول خداؐ) زندہ ہونا عقلاً وشرعاً ممتنع نہیں ہے اور میں نے سنا ہے کہ خداوند متعال نے انکے چچا گرامی کو زندہ کیا پس وہ ان پر ایمان لائے۔(۳)

نوٹ: ہمارے مسلک میں رسول خداؐ کے والدین موحد و مسلمان تھے رسول خداؐ نے انکو زندہ اس لئے کیا تھا تا کہ ان کو کلمہ ولایت یعنی علی ولی اللہ پڑھائیں (۴) چونکہ دین کی تکمیل اسی میں ہے اور حضرت ابوطالب علیہ السلام نے دعوت ذوالعشیرہ کے دن ہی ولایت علیؑ کو مان لیا تھا(کما لایخفیٰ)

(۱) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۲۳، تذکرۃ الخواص ص ۵
(۲) تفسیر روح البیان جزء سادس ص ۲۱۶ طبع بیروت
(۳) تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۸۸۴
(۴) معانی الاخبار (شیخ صدوقؒ)

حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ایمان کے اثبات میں لکھی جانے والی شیعہ وسنی کتب کی ایک فہرست

نام کتاب..............................نام مؤلف

۱۔ابوطالب عم رسولؐ..............................محمد کامل حسن محملی (مطبوع)

۲۔ابوطالب مؤمن قریش..............................شیخ عبداللہ بن علی خنزیزی قطیفی (مطبوع)

۳۔اثبات اسلام ابی طالب..............................محمد معین بن محمد امین بن طالب اللہ ہندی حنفی

۴۔اخبار ابی طالب وولدہ..............................حافظ ابی الحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف مدائنی اخباری۔

۵۔اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب..............................علامہ احمد زینی دحلان مفتی الشافعیہ (مطبوع)

۶۔ایمان ابی طالب..............................احمد بن قاسم۔

۷۔ایمان ابی طالب..............................شیخ ابی الحسین احمد بن محمد بن احمد بن طرخان جرجرائی کاتب۔

۸۔ایمان ابی طالب..............................ابی علی احمد بن محمد بن عمار کوفی م ۳۴۶

۹۔ایمان ابی طالب..............................سید جلیل ابی الفضائل جمال الدین احمد بن موسی بن جعفر ابن طاؤس علوی حسنی حلی۔

۱۰۔ایمان ابی طالب..............................محدث جلیل ابی محمد سہل بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن سہل دیباجی بغدادی۔

۱۱۔ایمان ابی طالب..............................ابونعیم علی بن حمزہ بصری لغوی م ۳۷۵۔

۱۲۔ایمان ابی طالب واحوالہ واشعارہ..............................محسن داغی تبریزی

۱۳۔ایمان ابی طالب..............................شیخ جلیل شیخ مفید متوفی ۴۱۳ھ

۱۴۔بغیۃ الطالب لایمان ابی طالب..............................منسوب بہ حافظ جلال الدین سیوطی

نام کتاب..............................نام مؤلف

۱۶۔بغیۃ الطالب فی اسلام ابی طالب..............................سید محمد عباس شوشتری لکھنوی۔

۱۷۔بغیۃ الطالب فی بیان احوال ابی طالب واثبات ایمانہ وحسن عقیدتہ۔..............................محمد بن حیدر موسوی حسینی عاملی

۱۸۔بغیۃ الطالب لایمان ابی طالب..............................علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی شافعی شہرزوری۔(۱)

۱۹۔البیان عن خیرۃ الرحمٰن فی ایمان ابی طالب ازدی وآباء النبیؐ۔..............................ابوالحسن علی بن بلال مہلبی

۲۰۔الحجۃ علی الذاہب الی تکفیر ابی طالب..............................علامہ فقیہ سید شمس الدین ابی علی فخار موسوی

۲۱۔دیوان ابی طالب وذکر اسلامہ..............................ابونعیم علی بن حمزہ بصری لغوی

۲۲۔الرغائب فی ایمان ابی طالب..............................علامہ سید مہدی بن علی غریفی بحرانی نجفی

۲۳۔شعر ابی طالب بن عبدالمطلب واخبارہ..............................ابی ہفان عبداللہ بن احمد مہزمی عبدی

۲۴۔الشہاب الثاقب لرجم مکفر ابی طالب..............................علامہ نجم الدین جعفر شریف (مخطوط)

۲۵۔شیخ الابطح..............................علامہ سید محمد علی موسوی عاملی (مطبوع)

۲۶۔شیخ بنی ہاشم..............................عبدالعزیز (مطبوع)

۲۷۔فصاحۃ ابی طالب..............................محدث ابی محمد حسن اطروش۔

(۱)اس کتاب کی تلخیص علامہ احمد زینی دحلان نے بنام اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالبؑ کی ھے جس کا تذکرہ گزر چکا ھے۔

نام کتاب	نام مؤلف
۲۸۔ فضل ابی طالب وعبدالمطلب وابی النبیؐ	ابی القاسم سعد بن عبداللہ اشعری قمی
۲۹۔ فیض الواہب فی نجاۃ ابی طالب	شیخ احمد فیضی بن الحاج علی عارف جورومی حنفی
۳۰۔ القول الواجب فی ایمان ابی طالب	علامہ شیخ محمد علی ہندی
۳۱۔ مقصد الطالب فی ایمان آباء النبیؐ وعمہ ابی طالب	محمد حسین بن علی رضا ربانی جرجانی طبع بمبئی ۱۳۱۱ھ
۳۲۔ منی الطالب فی ایمان ابی طالب	شیخ مفید ابی سعید محمد بن احمد خزاعی نیشاپوری
۳۳۔ منیۃ الراغب فی ایمان ابی طالب	علامہ شیخ محمد رضا طبسی نجفی (مطبوع)
۳۴۔ منیۃ الطالب فی ایمان ابی طالب	واعظ حسین طباطبائی یزدی
۳۵۔ منیۃ الطالب فی حیاۃ ابی طالب	سید حسن بن علی قبانچی حسینی نجفی
۳۶۔ مواہب الواہب فی فضائل ابی طالب	علامہ شیخ جعفر بن محمد نقدی تستری نجفی (مطبوع)
۳۷۔ الیاقوتۃ الحمراء فی ایمان سید البطحاء	طالب حسینی آل علی خان مدنی (مخطوط)
۳۸۔ دفع الشبہات عن ایمان سیدنا ابی طالب	(رسالہ ھذا)

وکتب دیگر۔۔۔۔۔۔

علامہ شیرازی صاحب کے قلمی آثار مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کی فہرست

۱. صراط النجاۃ .... (مطبوع)

۲۔ مستند المناظرین .... (مطبوع)

۳۔ پاسخ بہ شبہات واعتراض بہ عزاداری امام حسینؑ (بزبان فارسی) .... (مطبوع)

۴۔ الشہادۃ الثالثہ (بزبان عربی) .... (مطبوع)

۵۔ علمی سوالات کے جوابات .... (مطبوع)

۶۔ قواعد الحدیث واصطلاحاتہ .... (مطبوع)

۷۔ علمی رسائل .... (مطبوع)

۸۔ فضائل الشیعہ .... (غیر مطبوع)

۹۔ آداب الدعاء .... (غیر مطبوع)

۱۰۔ التحقیق فی آیۃ الغار .... (غیر مطبوع)

۱۱۔ رسالہ وہابیت اہل سنت کی نگاہ میں .... (غیر مطبوع)

۱۲۔ کردار بنوامیہ .... (غیر مطبوع)

۱۳۔ عقائد شیعہ .... (غیر مطبوع)

۱۴۔ دفع الشبہات عن الامام المہدیؑ .... (غیر مطبوع)

۱۵۔ الموضاعات .... (غیر مطبوع)

۱۶۔ دفع الشبہات عن ایمان سیدنا ابی طالبؑ .... (رسالہ ھذا)

وتالیفات دیگر ....

مؤلف کے قلمی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ آثار

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ (ع)

۱ . وضوء النبی (ص)
۲ . صلاة النبی (ص)
۳ . صراط النجاة
۴ . پاسخ به شبهات و اعتراضات به عزاداری امام حسینؑ
۵ . اجوبة الأسئلة (سوالوں کے جوابات)
۶ . الشهادة الثالثة
۷ . صلاة الجمعة
۸ . صلاة العیدین
۹ . علمی رسائل
۱۰ . کردار بنی أمیّه
۱۱ . الموضوعات
۱۲ . فضائل الشیعه
۱۳ . آداب الدعاء
۱۴ . دفع الشبهات عن الامام المهدی (ع)
۱۵ . دفع الشبهات عن ایمان سیدنا أبی طالب (ع)
۱۶ . التحقیق فی آیة الغار
۱۷ . حقیقت چیست؟ بضمیمه رسالة تحقیقی بیعت رضوان
۱۸ . تفسیر آیة تطهیر
۱۹ . مستند المناظرین
۲۰ . عقائد الشیعة
۲۱ . قواعد الحدیث و اصطلاحاته
۲۲ . البیان
۲۳ . اولاد المعصومین علیهم السلام
۲۴ . العدل
۲۵ . دفع الشبهات عن الشیعه
۲۶ . وتالیفات دیگر